طاعون

مفسر اعظم پاکستان، شیخ القرآن والحدیث، صاحب تصانیف کثیرہ، خلیفۂ مفتی اعظم ھند، حضور پیر مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی محدث بھاولپوری نور اللّٰہ مرقدہ‘

پیش لفظ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡم

امابعد! طاعون ہو یا کوئی اور مرض اللہ تعالیٰ کے حکم سے آتے ہیں۔ طاعون وغیرہ کافروں کے لئے عذاب بن کر آتا ہے جیسے ہم آگے چل کر عرض کریں گے کہ یہ طاعون بنی اسرائیل کے لئے عذاب بن کر آیا لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت برامت کی وجہ سے امت مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رحمت اور موجب شہادت ہے جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

الطَّاعُونُ شَهَادَةٌ لِأُمَّتِي طاعون میری امت کے لئے شہادت ہے۔

(المعجم الاوسط، باب المیم، من اسمہ محمد، جلد۵، صفحہ ۳۵۳، حدیث ۵۵۳۱)

اور فرمایا

مَنْ مَاتَ مَرِيضًا مَاتَ شَهِيدًا. جوشخص بیماری کی حالت میں مرجائے وہ شہید ہے۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ماجاء فیمن مات مریضا، جلد ۱، صفحہ ۵۱۵، حدیث ۱۶۱۵)

قبل از مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے وقوع کی خبر ملتی ہے بنی اسرائیل پر اس کے وقوع کی خبر صحیح حدیث میں ہے۔

آج سے ایک صدی پہلے بھی ہندوستان پر اس وباء طاعون کا حملہ ہوا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس وقت کے علماء کرام نے طاعون سے پیدا شدہ صورتحال، اسلامی نظریہ، مسلمانوں کا اس بارے میں عمل واحتیاط اور کیا طریقہ اپنانا چاہیے تقریباً گیارہ سوالات ترتیب دے کر مسائل کا حل پوچھا۔ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث، عباراتِ فقہاء اور آئمہ محدثین کے اقوال سے اس مسئلہ کی وضاحت فرمائی۔ طاعون سے بھاگنے کو احادیث کی روشنی میں منع فرمایا اور طاعون زدہ کی تیمارداری کو ثابت کیا، ساتھ ساتھ طاعون کی احادیث میں جو تعارض محسوس ہوتا تھا اصطلاح احادیث کی روشنی میں اس کا بھی ازالہ فرمایا۔

اس تصنیف مبارکہ کا تاریخی نام رکھا "**تیسر الماعون للسکن فی الطاعون**" (طاعون کے دوران گھر میں ٹھہرنے والوں کے لئے بھلائی کو آسان کرنا)

فقیر اس وقت ستر سال کے دورہ میں ہے تا حال ہمارا ملک (پاکستان) اس وباء طاعون سے محفوظ ہے خدا کرے ہمیشہ محفوظ رہے۔ اللہ تعالیٰ دعا کے ذریعہ بھی بے شمار بیماریوں، تکلیفوں اور پریشانیوں کو دور فرما دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس بات سے حیا فرماتا ہے کہ کوئی بندہ اس کی بارگاہ میں دعا کے لئے ہاتھ پھیلائے اور وہ قبول کئے بغیر رد فرمادے خصوصاً مریض کی دعا اللہ تعالیٰ بہت جلد قبول فرماتا ہے۔ اس مناسبت سے کتاب کے آخر میں دعائے رفع طاعون جس کی خصوصیت یہ ہے کہ طاعون کی بیماری سے نجات ملتی ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

طاعون سابقہ امم میں عذاب اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے اس امت کے لئے رحمت اور عبرت اور پند ونصیحت ہے۔ صدی گذشتہ ۱۴۰۰ھ میں آیا لیکن فقیر نے اس کے حملہ کو نہیں دیکھا صرف بزرگوں سے سنا اور کتابوں میں پڑھا خدا کرے کہ اب تا قیامت نہ ہی آئے۔ (آمین)
ممکن ہے اب پندرہویں صدی میں کسی وقت واقع ہو تو فقیر نے یہ رسالہ بنام ''طاعون'' لکھا اس کی طبی تحقیق اور اس کا طبی اور روحانی علاج بھی عرض کیا گیا ہے۔ خدا کرے یہ آفت واقع نہ ہو اگر کسی وقت آئے تو اس کا انسداد کیا جا سکے انشاء اللہ یہ رسالہ ظاہری اسباب کی حد تک خلقِ خدا کو فائدہ دے گا۔ انشاء اللہ

وماتوفیقی الا باللّٰہ العلی العظیم الکریم

وصلی اللّٰہ علیٰ حبیبہ الرؤف الرحیم وعلیٰ آل واصحابہٖ اجمعین

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

۲۴ محرم الحرام ۱۴۱۲ھ

بہاولپور۔ پاکستان

باب اول

طاعون ﴿ یہ ایک قسم کا بہت سخت بخار ہے جس سے پستان، بیخ زبان، خصیہ یا کنج ران، زیر بغل، پیش گوش غدودوں میں ورم پیدا ہوتا ہے جس کو انگریزی میں بیو کہتے ہیں۔ مقامِ ورم پر سخت جلن اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے آگ کا کوئلہ رکھا ہوا ہے۔
معلوم نہیں کہ طاعون کب سے دنیا میں پیدا ہوا ہے بعض مقدس کتابوں میں معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش سے ایک سو سال پہلے وباء طاعون موجود تھی مگر جب حضرت موصوف کی پیدائش ہوئی تو ان کے قدومِ میمنت لزوم کی برکت سے وباء دور ہو گئی۔ ملک چین کی پرانی تواریخ سے معلوم ہوا ہے کہ چینیوں کو حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے اس بیماری کے حالات معلوم تھے اور امر مسلم الثبوت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش سے چار سو سال پہلے ملک مصر، بی پیا، اینتھی اور پیامینی ملک جس میں مرضِ طاعون پیدا ہوا اور ان ممالک سے تجارتی سوداگروں کے ذریعہ یورپ میں پہنچا۔ یونانی کتابوں میں لکھا ہے کہ سمندر کے کنارے بندرگاہوں سے یہ بیماری پیدا ہو کر مصر، قسطنطنیہ، اٹلی وغیرہ کے شہروں کو برباد کرتی رہی، مصر تو کئی سو سال تک اس بیماری کا گھر بن رہا ہے۔ مسٹر گبن نے لکھا ہے کہ شہنشاہ جسٹینا کے زمانہ حکومت میں پلیگ یعنی طاعون ۵۴۲ میں مصر سے پیدا ہو کر افریقہ کے شمالی کنارے پر پھیلتا ہوا دوسرے سال یورپ میں پہنچا۔ پانچ سال میں تمام یورپ کے اندر وباء پھیل گئی، قسطنطنیہ میں روزانہ اموات پانچ سو سے ایک ہزار تک پہنچ گئی تھی، انگلستان میں سب سے پہلے ۶۲۷ء میں پلیگ نمودار ہوا ہے۔
لندن کی ۱۶۶۵ھ کی وباء طاعون بڑی مشہور ہے سن مذکور کے ستمبر مہینے میں اموات کا اندازہ بتیس ہزار تھا۔ ۱۸۴۱ء میں یورپ اور ایشیاء وافریقہ اس بیماری سے پاک ہو گئے۔ اس کے بارہ برس بعد عرب میں ایک اور حملہ ہوا جو ایشیاء اور شمالی افریقہ کو تباہ کرتا ہوا پھر یورپ میں پہنچا اور دریائے والگا کے کنارے کے چند شہروں کو آدبایا مگر خدا کا شکر ہے کہ چند سال کے بعد وہاں سے وباء دور ہو گئی۔ ۱۶۰۲ء میں شہنشاہ جہانگیر کے زمانہ حکومت میں ہندوستان و پنجاب پر طاعون کا حملہ بڑے زور وشور سے ہوا۔ کراچی بندر سے یہ وباء پیدا ہو کر سندھ حیدرآباد اور گجرات تک پہنچی اور ۱۶۰۵ء میں تمام ہندوستان و پنجاب کے اضلاع میں پھیل گئی۔ شہنشاہ جہانگیر نے مرض طاعون کا حال اپنی کتاب توزک جہانگیری میں لکھا ہے اس وباء میں لاہور کا جو حال ہوا ہے پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اس میں اموات تین سو کے قریب تھی۔ تمام شہر چند ہی مہینوں میں تباہ ہو گیا تھا، تجہیز وتکفین کے واسطے کوئی آدمی نہیں ملتا تھا، چند سال کے بعد پنجاب و

ہندوستان میں اس کمبخت بیماری کا دوران ختم ہوا۔ حکیم شیخ احمد صاحب ان ایام وباء میں زندہ تھے ان کی ایک تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ لاہور میں (چوتھا حصہ) آدمی رہ گئے باقی دو سال میں مر گئے تھے۔

انڈیا میں طاعون کس طرح پیدا ہوا؟ عام خیال ہے کہ وبائے طاعون بمبئی میں ہانگ کانگ سے آئی ہے۔ مسافروں کے کپڑوں اور اسباب وغیرہ کے ذریعے یا اور کسی طرح سے اجرام بیماری بمبئی میں پہنچے وہاں ایسے اسباب پہلے ہی سے موجود تھے جن سے بیماری بڑھ گئی۔ ولایت کے ایک اخبار نے اکتوبر ۱۸۹۵ء میں لکھا تھا کہ لندن میں دو گوآ (GOA) کے باشندوں کو طاعون ہوگیا۔ یہ دونوں اورینٹل جہاز پر سوار ہوکر بمبئی سے لندن آئے تھے۔ تحقیقات سے ثابت ہوا کہ انہوں نے بمبئی میں کپڑے خرید کر صندوق میں بند کئے اور لندن پہنچ کر صندوق کھول کر کپڑے پہنے۔ کپڑوں میں مرض کے اجرام موجود تھے جس سے وہ مبتلائے طاعون ہوئے بمبئی سے لندن تک بیماری کے اجرام جا پہنچے مگر چونکہ لندن کے حالات و اسباب مرض کے موافق نہیں تھے اس لئے بیماری نہ بڑھنے پائی۔ ان بیماریوں کے اسباب وغیرہ جلا دیئے گئے اور مکان خوب صاف کیا گیا۔

رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گزشت — ایک بلا پہنچی تھی لیکن خیریت سے گزر بلکہ ٹل گئی

بمبئی میں پہلے بنیوں اور لبانیوں کی قوم میں یہ بیماری پیدا ہوئی ہے اور عرصہ دراز تک انہی میں محدود رہی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ لوگ بہت غلیظ اور میلے کچیلے رہتے ہیں۔ ان کے مکانات نہایت غیر مصفا، بودار مرطوب ہوتے ہیں چونکہ ان میں بیماری کے اسباب موجود تھے اس لئے پہلے وہی مبتلائے طاعون ہوئے اس کے بعد تمام شہر میں بیماری پھیل گئی۔

بمبئی سے پھر کراچی اور کلکتہ میں پہنچا، وہاں سے سندھ میں پھیلتا ہوا ہردوار کو جا دبایا۔ وہاں سے پنجاب کی شامتِ اعمال ایک شخص ضلع جالندھر میں لے آیا تقریباً چار سال سے ضلع جالندھر و گورداسپور میں وبا کی شکایت تھی۔ گذشتہ سال ضلع سیالکوٹ میں بھی چند ایک اموات طاعون سے واقع ہوئیں۔

پنجاب میں آج تک جتنے شہروں میں طاعون نمودار ہوا ہے ان کی آبادی بہت ہی گندی اور گنجان ہے اگرچہ میونسپل کمیٹیوں کی توجہ بہت ہی صفائی کی طرف مبذول ہے مگر میونسپل کمیٹیاں خواہ کس قدر ہی صفائی کرائیں مگر وہ کوڑا کرکٹ اور غلاظت جو مکانوں کے اندر بھری ہوئی ہے جب تک خود مالکِ مکان اس کے اُٹھوانے کی طرف توجہ نہیں کریں گے طاعون زدہ مقامات کبھی بھی صاف نہیں ہوسکتے۔ مکان چھوٹے چھوٹے اور سات سات منزلہ بلند ہیں خصوصاً بعض محلوں کی طرف غور کیا جائے تو وہ بہت ہی گنجان ہے اور ایک ایک مکان میں بیس بیس آدمی رہتے ہیں۔ وینٹیلیشن کا یہ حال ہے کہ دن کو لیمپ جلا کر سیڑھیوں سے گزرتے ہیں، شہروں کے اکثر محلوں کی مستورات باعث تنگی و تاریکی کے تمام دن اپنے مکانوں کے چبوتروں اور کوچوں میں بیٹھ کر گزارتی ہیں، بعض نئی روشنی کے جینٹلمینوں کو یہ خیال پیدا ہوا کہ مکان صاف رکھے جائیں اور ان کو ہوادار بنایا جائے مگر پرانے خیالات کے آدمی کہتے ہیں کہ یہ فضول بات ہے ہمارے بزرگوں نے اسی طرح انہی مکانات میں عمر گزاری ہے ہماری بھی گزر رہی جائے گی۔ ایسے خیالات کے لوگوں کو ہم بڑے زور سے یقین دلاتے ہیں کہ کُل وبائی بیماریاں پہلے میلے کچیلے اور گندی رہائش کے آدمیوں پر حملہ کرتی ہیں جیسا کہ بمبئی میں طاعون پہلے بنیوں اور لبانیوں میں واقع ہوا۔ جب زیادہ مرض وبائی کا زور ہو جائے تو پھر اجرام بیماری ہوا میں مل کر ہوا کر گندہ کر دیتے ہیں اور اس سے کُل باشندگان شہر پر زہریلا اثر پڑتا ہے۔ طاعون زدہ مقامات میں بعض ایسے پیشہ ور اشخاص بکثرت موجود ہیں کہ وہ بہت ہی غلیظ رہتے ہیں ان کے سکونتی مکان ایسے ہیں کہ جب سے بنائے گئے کبھی سورج کی کرنیں ان میں نہیں پڑیں۔

دس فٹ مربع زمین پر چار چار پانچ پانچ منزلہ مکان بنے ہوئے ہیں اور رہائش ان مکانات میں اس قدر آدمیوں کی ہے کہ چار پائیاں بچھانے کی گنجائش نہیں، زمین پر بستر کر کے سوتے ہیں۔

ایسے تنگ و تاریک مکانات کے مالکان کو چاہیے کہ مکانوں میں سفیدی کرائیں، فنائل چھڑکیں اور روشندان جہاں تک ہوسکے زیادہ نکلوائیں تاکہ ہوا کی آمدورفت بخوبی ہو جائے، بعض مکانات ایسے ہوں گے جن میں زیادہ روشندان نہیں نکل سکتے ان کی چھتوں کو تھوڑا سا کھول دینا چاہیے تاکہ ہوا اور روشنی

بخوبی آ سکے۔ بعض مکانات میں پاخانے اس طرح بنے ہوئے ہیں کہ چار منزل پر پاخانہ ہے اور نیچے کوچے میں سنڈاس ہے وہ پاخانے بہت گندے، بدبودار اور بیماری کا گھر ہوتے ہیں۔ ان کو بو کرنے والی ادویات سے (جو ہم اس رسالے میں کسی دوسری جگہ درج کرتے ہیں) صاف کرکے آئندہ کے واسطے بالکل بند کردینا چاہیے ان کے جاری رہنے سے تمام کوچہ کی ہوا خراب ہوتی ہے خود گھر والوں کا سخت نقصان کا احتمال ہے۔ میونسپل کمیٹیوں کی توجہ ہم اس بات کی طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں کہ وہ ایسے سنڈاسوں کو حکماً بند کرادیں۔

طاعون ایک وبائی مرض ھے ﴾ اس کا جرم دُنبل کی شکل کا ہوتا ہے اور اس میں کسی طرح کی حرکت نہیں پائی جاتی ہے۔ بڑے بڑے ڈاکٹروں کے تجربات جدید سے ظاہر ہوتا ہے کہ اجرام خود بخود ہی پیدا ہوجاتے ہیں مگر کچھ عرصے کچھ تو یہ چپ چاپ بیکار پڑے رہتے ہیں جس وقت ان کے نشوونما کرنے والے اسباب موجود ہوں تو یہ ترقی کرتے کرتے شدید ہوجاتے ہیں۔ جن شہروں کی میونسپل کمیٹیاں گلی کوچوں اور بازاروں کو صاف وستھرا رکھتی ہیں اور حفظانِ صحت کے قواعد کی پوری پابندی کی جاتی ہے جس وقت وبائی اجرام وہاں پہنچتے ہیں تو ان کی ترقی باعثِ صفائی ودیگر حالات رک جاتی ہے۔ ایسے شہروں میں کبھی وبائی اجرام نشوونما نہیں پاسکتے لیکن یہ بات بالکل ثابت ہوچکی ہے کہ خواہ کسی ملک میں سمیت وباء کی ترقی اور نشوونما کے سامان کیسے ہی پختہ کیوں نہ موجود ہوں جب تک باہر سے کسی طرح پر اجرام وبا نہ پہنچیں مرض کا پیدا ہونا محال ہے لیکن بہرحال جب تک اندرونی اسباب موید نہ ہوں باہر سے جو حملہ مرض کا ہوتا ہے وہ بہت وسیع اور دیرپا نہیں ہوسکتا۔

اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ خیال بالکل صحیح معلوم ہوتا ہے کہ طاعون کا زہر زمین پر رہتا ہے اور وہیں بڑھتا ہے اور ترقی کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ پہلے حشرات الارض اور دوسرے جانوروں پر حملہ آور ہوتا ہے جو زمین پر رہتے ہیں یہ امر نہ ایک دفعہ بلکہ وباء کی تاریخ میں ہمیشہ مشاہدہ میں آیا ہے کہ پہلے چوہے اور حشرات الارض بیمار ہوتے ہیں اور پھر بعد کو انسانوں کی نوبت آتی ہے۔ جس مکان میں چوہے مرنے شروع ہوجائیں اس مکان کو فوراً خالی کردینا چاہیے۔ مالکِ مکان کو چاہیے کہ صرف اپنی جان لے کر مکان سے نکل جائے باقی سب سامان جب تک طبی طریقے پر پاک وصاف نہ کیا جائے کسی چیز کو نہ چھوئے کیونکہ اس مکان میں اجرام بیماری بکثرت موجود ہوں گے جن سے سخت نقصان کا احتمال ہے۔ اگر کسی مکان میں مردہ چوہا پایا جائے تو اس کو فوراً آہن تاب یعنی چمٹے سے پکڑ کر دہکتی ہوئی آگ میں ڈال دینا چاہیے اس چمٹے کو بھی جب تک آگ میں صاف نہ کیا جائے قابلِ استعمال نہ ہوگا۔ چوہوں کا مکان میں مرنا وباء کا نوٹس ہے جو لوگ اس نوٹس پر توجہ نہیں کرتے وہ سخت مبتلائے مرض ہوتے ہیں۔ جب وباء کسی جگہ سے آتی ہے اور کسی دوسرے شہر پر حملہ آور ہوتی ہے تو دو تین ہفتے اسی مکان میں رہتی ہے جہاں پہلا مریض آکر ٹھہرتا ہے۔ اسی جگہ کم وبیش آدمی ہر روز مبتلائے مرض ہوتے رہتے ہیں پھر کچھ عرصے کے بعد وہاں سے نکل کر شہر کے دوسرے محلوں میں پھیل جاتی ہے بمبئی اور کراچی میں بھی یہی حال گزرا ہے۔ بعض خاص محلوں میں پہلے طاعون کا زور ہوا ان محلوں کے لوگ ادھر ادھر شہر کے حصوں میں مکان چھوڑ کر چلے گئے جہاں جہاں وہ لوگ گئے بیماری کے اجرام ساتھ لے گئے پھر کُل شہر میں بیماری پھیل گئی۔

وبائی بیماریاں بعض دفعہ تو چند ہی ہفتے رہتی ہیں، بعض دفعہ چالیس پچاس سال تک چلی جاتی ہیں اور ایسا ہی اکثر ہوا ہے کہ بیماری دور ہوگئی مگر اکا دکا کیس ہوتا رہا۔ پھر جب کوئی اسباب موید پیدا ہوگئے بیماری کا زور ہوگیا اس لئے واجب ہے کہ جب تک بالکل طاعون زدہ شہر پاک وصاف نہ ہوجائے غافل نہیں ہونا چاہیے۔

اسباب ﴾ امراض متعدی ہوتے ہیں یعنی جن کی سمیت ایک سے دوسرے کو سرایت کرجاتی ہے اور جن کی بنیاد اجرام پر ہوتی ہے وہ اکثر مرطوب جگہوں میں رہنا پسند کرتے ہیں، مچھلی کی طرح ہمیشہ پانی کے خواہاں رہتے ہیں اور جیسے ماہی بے آب سیماب وار بے قرار ہوتی ہے اسی طرح وہ بھی پانی سے باہر نکل کر اور رطوبت سے دور ہوکر سخت لاچار ہوجاتے ہیں تھوڑے ہی عرصہ میں نیم جان اور پھر بالکل بے جان ہوجاتے ہیں۔ اجرام مرض خشک ہوا اور خشک موسم میں کمزور اور بعد بالکل مردہ ہوجاتے ہیں۔ اجرام بیماری کو جب مرطوب ہوا اور مرطوب جگہ مل جائے تو پھر وہ پرورش پاکر مردم آزادی اور لڑائی شروع کردیتے ہیں۔

موسم سرما میں کرّہ ہوائی کے اندر بخارات آبی کی کثرت ہوتی ہے تو اجرام جو ہوا میں رہتے ہیں بہت خوشحال ہوتے ہیں، ان کی عمریں بڑھتی رہتی ہیں، سمیت وباء بھی زیادہ شدید ہو جاتی ہے، دائرۂ وباء بھی زیادہ وسیع ہو جاتا ہے، تعدادِ اموات بھی بڑھ جاتی ہے۔

موسم گرما میں کرّہ ہوائی بخارات آبی سے خالی ہوتا ہے جب ہوا گرم خشک ہو جاتی ہے تو اجرام مر جاتے ہیں ان کی جولان کا دائرہ بھی تنگ ہو جاتا ہے اور روزانہ اوسط بیماروں کی بھی کم ہو جاتی ہے۔ کراچی اور بمبئی دونوں میں حالاتِ وباء پر نظر ڈالنے سے مذکورہ بالا اصول کی تائید ہوتی ہے۔ شروع شروع میں جب تک ہوا میں خنکی تھی وباء برسرِ ترقی تھی پھر جوں جوں گرمی زیادہ ہوتی گئی مرض بھی کم ہوتا گیا مگر جس وقت بارش پڑی جس سے کرہ ہوائی میں بخارات آبی کی کثر ہوگئی اور گرمی مدہم پڑ گئی تو پھر مرض کی بھی زیادتی شروع ہونے لگی۔ پیچھے بیان ہو چکا ہے کہ مرطوب زمین سے مرض زیادہ پیدا ہوتا ہے اور چونکہ مرطوب زمین سے بخارات نکل کر ہوا میں شامل ہوں گے۔ اس سبب ہوا میں بھی اجرام کی تعداد زیادہ ہو جائے گی اور نیز وہ خوشحال اور مستعد کار بھی زیادہ ہوں گے۔ اب جو لوگ اس مرطوب زمین پر چلیں گے اگر ان کے پاؤں میں خراش یا زخم یا چھالے ہوں تو اجرام ان کے ذریعہ سے داخلِ بدن ہو جائے گی۔

اہل ہند و پاک کے ادنیٰ درجے کے محنتی مزدور اور غریب قلی اکثر ننگے پاؤں کام کرتے ہیں اور ان کے پاؤں اور ٹانگوں پر شگافوں اور چھالوں کی بھی کچھ کمی نہیں ہوتی۔ اس سبب سے وہ بیچارے بہت زیادہ مبتلائے مرض ہوتے ہیں۔ مرض کے پیدا ہونے، ترقی پانے، پھیلنے کے لئے دو شرائط کا ہونا ضروری ہے۔ اول یہ کہ ملک میں حالات موافق مرض پیدا ہوں۔ دوئم یہ کہ اجرام مرض موجود ہوں۔ ایسی کئی مثالیں موجود ہیں کہ ایک ملک میں غلاظت و دیگر حفظانِ صحت کے مخالف حالات مدتوں موجود رہے لیکن طاعون نہیں ہوا مگر کچھ عرصے کے بعد اس مرض کے اجرام کہیں سے آ گئے اور نتیجہ یہ ہوا کہ مرض پیدا ہو گیا اور آتشِ سوزاں کی طرح چاروں طرف پھیل گیا۔

جو کپڑے مریض نے پہنے ہوئے ہوں جو لباس زیب تن کیا ہو، جس بستر پر مریض بیٹھا ہوا ہو اس پر ہزار ہا اجرام مرض موجود ہوتے ہیں ان اشیاء سے بہت ہی خبردار رہنا چاہیے۔ زیادہ تر احتیاط کی ضرورت اس وجہ سے بھی ہے کہ اجرام مرض مدت دراز تک اپنی زہریلی طاقتیں قائم رکھتے ہیں۔ حشرات الارض چوہے چوہیاں وغیرہ جانور بھی حامل الاجرام اور باعث انتشارِ مرض ہوتے ہیں۔ دیکھا گیا ہے کہ جب کسی شہر میں وباء شروع ہوتی ہے تو پہلے حشرات الارض چوہے چوہیاں مبتلائے مرض ہوتی ہیں اور بعض کو انسانوں کی شامت آتی ہے۔

ان حیوانات کے اندر لاکھ ہا اجرام طاعون نشو و نما پاتے ہیں اور پھلتے پھولتے ہیں۔ بمبئی میں جب طاعون شروع ہوا تو پہلے چوہے بہت کثرت سے مرے ہوئے پائے گئے تھے۔

اجرام طاعون کی تقسیم ﴾ اجرام طاعون کو دو جماعتوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اول نان پیتھیا جینک یعنی اجرام غیر دائی، دوسرا پیتھیا جینک یعنی اجرام دائی۔ اجرام غیر دائی میں ایک جماعت ایسی ہے جو بے جان چیزوں کے بدن کے بے جان حصوں کو پسند کرتی ہیں اور انہی میں نشو و نما پائی ہے۔ اس جماعت کے اجرام کو انگریزی میں سیپر ڈ فٹنگ کہتے ہیں۔ جب زخم میں پیپ بہت اکٹھی ہو جاتی ہے تو اجرام اس میں داخل ہو کر کئی طرح کے سخت خراش پیدا کرنے والے مواد پیدا کرتے ہیں جو مریض کے لئے سخت تکلیف کا باعث ہوتے ہیں۔

اجرام دائی بدن کے اندر کئی طرح سے داخل ہوتے ہیں کبھی منہ کی راہ سے، کبھی تنفس کے وسیلے سے، کبھی زخموں کے ذریعہ سے بدن کے اندر داخل ہوتے ہیں اور نئے نئے تغیرات پیدا کرتے ہیں۔

حملات مرض کے لئے بدن کے اندر کئی مرکز بن جاتے ہیں ایسا سمجھنا چاہیے کہ گویا کئی کیمپ بن جاتے ہیں جس سے مختلف دستے فوج کے حملے کرنے کو چاروں طرف جاتے ہیں۔

اجرام طاعون کا زہر کس طرح بدن میں داخل ہوتا ہے

اول بذریعہ جلد ﴾ مشاہدہ نے ثابت کیا ہے کہ اجرام مرض بذریعہ جلد کے داخل بدن ہوتے ہیں اور تمام علامات مرض پیدا کرتے ہیں۔ بعض دفعہ

ایسا بھی ہوا ہے کہ تندرست آدمی کے ہاتھ یا پاؤں میں کوئی شگاف یا زخم ہو گیا اس میں اجرام داخل ہو کر تمام بدن میں پھیل گئے اور علاماتِ مرض ظاہر ہوئیں۔

دوم بذریعہ تنفس ﴾ اس میں کچھ شبہ نہیں ہو کہ ہوا کے ذریعے سے بھی سمّیت طاعون ایک مریض سے دوسرے کو پہنچتا ہے۔ اس قسم کے مرض کو اصطلاح میں نیوموننک پلیگ یعنی طاعونی نیومونیا، یونانی طبیب التہاب الریہ والا طاعون کہتے ہیں۔ تنفس کے ذریعے سے بہت جلد دوسروں پر اثر ہوتا ہے، علاماتِ بخار ہو جاتا ہے، کھانسی ہوتی ہے، سخت بے چینی اور ضعف طاری ہوتا ہے۔ پہلے پہلے کھانسی خشک ہوتی ہے، پھر بلغم خارج ہونے لگتا ہے، کچھ عرصہ کے بعد بلغم میں خون ملا ہوا آتا ہے اور آخر کو خالص خون پیازی رنگ کا آتا ہے، کمزوری زیادہ ہو جاتی ہے اور پھر تنگی تنفس بہت ہی زیادہ ہو جاتی ہے۔ موت کے قریب مریض منہ کھولتا ہے اور بڑے زور سے سانس لیتا ہے اور اسی طرح سانس کی تکلیف سے ہی مر جاتا ہے۔ اس مرض کے بیمار بہت ہی کم جیتے ہیں۔ تجربے سے ثابت ہوا کہ ہے مریض کے کھنگار اور تھوک تنفس میں ہزار ہا اجرام ہوتے ہیں اس لئے ایسے مریض سے جہاں تک ہو سکے پرہیز لازم ہے۔

سوم بذریعہ آلاتِ ھضم ﴾ بعض اوقات یہ اجرام خوراک کے ساتھ جسم میں سرائیت کر جاتے ہیں۔ جب طاعونی اجرام داخل بدن ہو جاتے ہیں اس وقت اگر ان کو حالات خاطر خواہ میسر آ جائیں تو وہ خون کے اندر ہی اندر بڑھتے اور ترقی کرتے رہتے ہیں اور ایسے ایسے تغیرات میں واقع ہوتے رہتے ہیں کہ جن سے آخر کار کچھ عرصے کے بعد مرض کی علامتیں شروع ہو جاتی ہیں مگر اکثر اوقات جب اجرام داخلِ خون ہوتے ہیں تو خون کے سفید ذرات (جن کو انگریزی میں لیوکو سائٹ کہتے ہیں) ان کا مقابلہ کرتے ہیں اور ان کو مار ڈالتے ہیں۔ یہ ذرات اپنی حرکت سے لمبے ہو کر اجرام کے گرد لپٹ جاتے ہیں اور ان کو پیچ میں لے کر اس زور سے دباتے ہیں کہ وہ مر جاتے ہیں چونکہ خون میں داخل ہونے کے بعد اجرام کی تعداد میں بہت ترقی ہو جاتی ہے اس سبب سے ضرور ہے کہ خون کے سفید ذرات بھی برابر بڑھتے چلے جائیں ان سفید ذرات کی تعداد بڑھانے کے لئے سوائے برانڈی یا شراب کے اور کوئی دوا کارگر معلوم نہیں ہوئی۔

اجرام کے بدن میں داخل ہوتے ہی قلب پر سخت زور آپڑتا ہے اور وہ بہت زور زور سے چلتا ہے، سخت تھک جاتا ہے چنانچہ بعض اوقات وہ تھک کر دفعۃً ٹھہر جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ کئی مریضانِ طاعون طرفۃ العین میں اچانک مر جاتے ہیں۔

عموماً مرض کا دور یوں شروع ہوتا ہے کہ مریض کو پہلے بخار آتا ہے، کبھی مریض بے ہوش ہو جاتا ہے، دوسرے تیسرے دن بیوبو نکلتا ہے اور مریض کے حواس برقرار ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد تین دن تک سخت درد اور جلن بیوبو میں ہوتی ہے پھر درد بند ہو جاتا ہے، بخار بھی اتر جاتا ہے، بیوبو میں پیپ پڑ جاتی ہے۔ ضعف کی علامات کا غلبہ ہو جاتا ہے۔ بیوبو کو شگاف دے کر ریم نکالی جائے تو پھر زخم کا اندمال شروع ہو جاتا ہے قریباً آٹھ دس روز میں بیمار رو بہ صحت ہونے لگتا ہے اور سولہویں دین تک مریض تھوڑا تھوڑا چلنے پھرنے لگتا ہے۔

علاماتِ بیوبو ﴾ یہ گلٹیاں بیماری کے دو اور پانچ دن کے اندر نکلتی ہیں بالعموم گلٹیاں کنج ران میں نکلتی ہیں مگر کبھی بغل میں اور کبھی گردن میں بھی نکلتی ہیں عموماً ایک ہی مقام پر گلٹی ہوا کرتی ہے مگر کبھی دونوں طرف بھی ہوتی ہے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ بچوں کو بیوبو زیادہ تر گردن میں نکلتے ہیں، جوانوں اور بڈھوں کو زیادہ تر بغل میں اور کنج ران میں۔ بیوبو کا انجام عموماً یہی ہوتا ہے کہ وہ جلد جلد بڑا ہو جاتا ہے اور اس کے اندر پیپ پڑ جاتی ہے یہ انجام مریض کے لئے بہت ہی مفید خیال کیا جاتا ہے اور اس کے جانبر ہونے کے لئے ایک نیک فال اور علامتِ محمود سمجھنی چاہیے۔ بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ بیوبو خود بخود تحلیل ہو جاتی ہے اور ایسی غائب ہوتی ہے کہ اس کا نام ونشان بھی نہیں رہتا۔

(۱) بیوبو میں اس قدر درد اور جلن ہوتی ہے کہ جیسے آگ کا کوئلہ رکھا ہوا ہے۔ مریض چلنے پھرنے سے لاچار ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات درد اس شدت سے ہوتا ہے کہ مریض ماہی بے آب کی طرح تڑپتا ہے حتیٰ کہ اسی حالت میں مر جاتا ہے۔

(۲) درد سر، اس مرض میں دردِ سر ضرور ہوتا ہے۔

(۳) مریض کی آنکھیں نیم وا اور سخت درد آور ہوتی ہیں۔ چہرے اور آنکھوں سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا یہ شخص کئی روز تک خواب آور ادویات استعمال کرتا

رہا ہے مگر ایک لمحہ بھی نہیں سویا۔ آنکھوں میں خمار معلوم ہوتا ہے مگر وہ سرخ نہیں ہوتی گاہے گاہے زرد معلوم ہوتی ہیں۔ چہرے سے رنج وغم یاس وحرمان کے آثار ظاہر ہوتے ہیں، چہرے پر کبھی کبھی زردی غالب آتی ہے۔

(۴) حرارت مختلف درجے ایک سو دو سے ایک سو چھ تک ہوتی ہے کبھی اس سے بھی زیادہ بڑھ جاتی ہے۔

(۵) بخار وباء کے شروع شروع میں بہت سخت ہوتا ہے اور رہتا بھی زیادہ دیر تک ہے بالعموم ایک ہفتہ سے کم بخار نہیں ہوتا ہے لیکن خاتمہٴ وباء کے قریب فقط ایک ایک دن اور دو دو ہوا کرتا ہے۔ اخیر وبا میں تین چار دن سے زیادہ بخار نہیں دیکھا گیا۔ عموماً تیسرے دن علامات خفیف ہو جاتی ہیں، بخار ہلکا ہو جاتا ہے، حواس بحال ہو جاتے ہیں، طبیعت درست ہو جاتی ہے لیکن بعض اوقات اس کے برعکس بھی حالت ہوتی ہے۔

(۶) شدید طاعون میں پہلے سردی لگتی ہے، بعض اوقات سردی خفیف ہوتی ہے اور بعض اوقات لرزہ سخت محسوس ہوتا ہے مگر سردی ولرزہ کی کمی بیشی سے مرض کے نرم وسخت ہونے کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔

(۷) طاعون خفیف میں علامات بہت خفیف ہوتی ہیں۔ خود مریض کو خیال ہوتا ہے کہ میں مریض ہوں اور مجھے طاعون ہے۔ وہ اپنی بیماری کو ایک خفیف سی شکایت خیال کر لیتا ہے اور بیو بو یعنی خدود متورم کو ایک چھالیہ یا گانٹھ مان لیتا ہے اس کی چنداں پرواہ نہیں کرتا۔

(۸) بخارات اور پھنسیاں، بہت تھوڑے ایسے مریض دیکھے گئے ہیں جن کے بدن پر پھنسیاں نکلتی ہیں۔

(۹) نبض ایک سو بیس سے ایک سو چالیس دفعہ تک فی منٹ حرکت کرتی ہے، بعض دفعہ ایک سو چالیس درجے تک بھی جا پہنچتی ہے۔ بہت باریک اور کمزور ہوتی ہے دوسرے یا تیسرے دن نبض کمزور اور سریع ہو جاتی ہے پھر جب روبہ صحت لاتا ہے تو اسی طرح نبض میں بتدریج اطلاح ہوتی جاتی ہے۔

(۱۰) جب مرض شروع ہوتا ہے تو علامات ایسی نامحدود ہوتی ہیں کہ جس سے کئی بیماریوں کا شبہ ہوتا ہے چنانچہ پہلے بخار شروع ہو جاتا ہے، کبھی تپ لازم کی صورت اور کبھی تپ نوبتی کی صورت میں، سردرد شدید ہوتا ہے، چہرہ کبھی سرخ ہو جاتا ہے اور متورم ہوتا ہے۔

آنکھیں خواب آلود، شروع میں قدرے سرخ مگر بعد اکثر زرد مائل، گلا خشک ہو جاتا ہے اور پیاس بہت معلوم ہوتی ہے، پیٹ میں بوجھ، بے چینی معلوم ہوتی ہے، اشتہا دور بھی جاتی ہے، جی متلا کر صفراوی قے آتی ہے، نیند یا تو سرے سے آتی ہی نہیں اگر آ بھی جائے تو پھر خوابہائے پریشان چین نہیں لینے دیتیں۔ بعض دفعہ بے ہوشی غالب ہو جاتی ہے۔ چہرہ زرد، آنکھیں اندر کو دبی ہوئی پھر ان علامات پر ضعف وغشیان وغیرہ اور اضافہ کر جاتے ہیں۔

(۱۱) آلاتِ تنفس، حالت صحت میں انسان بالعموم ۱۸ مرتبہ فی منٹ سانس لیتا ہے مگر وبا میں ۲۰، ۳۰ بلکہ ۵۰، ۶۰ مرتبہ بھی فی منٹ سانس آنے لگتا ہے تیسرے دن تنفس کی تیزی زیادہ نمایاں ہوتی ہے۔

(۱۲) آلات انہضام زبان میلی ہوتی ہے، نوک اور کنارے اکثر صاف رہتے ہیں بعض دفعہ نوک پر اور کناروں پر چھوٹی چھوٹی بندیاں دکھائی دیتی ہیں جو سرخی مائل ہوتی ہے، زبان اکثر خشک رہتی ہے لیکن کبھی کبھی تر بھی ہو جاتی ہے، قبض بالعموم رہتی ہے مگر علامات کی تخفیف کے ساتھ قبض بھی خود بخود دفع ہو جاتی ہے، بعض کو اسہال بھی آنے لگتے ہیں۔

(۱۳) قے بکثرت ہوتی ہے بہت تھوڑے مریض ایسے ہوں گے جنہیں کم سے کم شروع شروع میں قے نہیں ہوتی، قے بار بار آتی ہے اور اس کے ساتھ صفراوی مادہ خارج ہوتا ہے پانی تک اندر نہیں ٹھہر سکتا۔

(۱۴) مقدار پیشاب کم ہو جاتی ہے اور جیسے جیسے دوسری علامات میں تخفیف ہوتی جاتی ہے پیشاب کی مقدار بھی زیادہ ہوتی جاتی ہے بعض دفعہ حبس بول ہو جاتا ہے اور بعض دفعہ تو غضب ہی ہوتا ہے کہ پیشاب بننا ہی بند ہو جاتا ہے۔

(۱۵) نظام عصبی سردرد کی شکایت تو سب کو ہوتی ہے مگر بعض کو سخت بے چینی ہوتی ہے۔ بے خوابی اور بے ہوشی سخت مریضوں کے شامل رہتی ہے۔

بیماری کے پہلے چار دن بلکہ بعض دفعہ سارا ہفتہ ہی بے ہوشی میں گزرتا ہے مریض بکواس کرتا ہے اُٹھ اُٹھ کر دوڑتا ہے۔

(۱۶) لرزہ بدن، سارا بدن کانپتا ہے، جب بیمار اُٹھنے کی کوشش کرتا ہے تو پاؤں ڈگمگاتے ہیں اور وہ گرتے گرتے رہ جاتا ہے جب بخار، دردِ سر اور لرزہ موجود ہو تو اس امر کا شبہ کرنے کی جگہ ہوتی ہے کہ شاید طاعون نکل جائے۔

(۱۷) بصارت، اکثر مریضوں میں دیکھا گیا ہے کہ ان کی بصارت کم ہوگئی ہے۔

(۱۸) اُم الصبیان، بعض دفعہ بچوں کو ام الصبیان کی نوبتیں شروع مرض میں دیکھی گئی ہیں۔

انجام مرضِ طاعون ﴾ یہ تو پہلے سے ہی سمجھ لینا چاہیے کہ انجام مرض بخیر نہیں نہایت خطرناک عسیر العلاج اور مہلک مرض ہے لیکن تاہم مفصلہ ذیل علامات محمودہ سمجھی جاتی ہیں۔

(۱) نبض کی طاقت بہت کم نہ ہوگئی ہو۔

(۲) بیو بوجلدی نکل آئے اور جلدی سے اس میں ریم بن جائے۔

(۳) مریض سات دن تک یا اس سے زیادہ زندہ رہے۔

ردّی علامات ﴾ اگر علاماتِ ذیل واقع ہوں تو انجام بخیر نہیں ہوتا۔

(۱) از حد ضعف ہونا خصوصاً جب بخار بھی شدید نہ ہو۔

(۲) نہایت سخت قے کہ بند ہونے بھی نہ آئے۔

(۳) ہچکی

(۴) بول کا بننا بند ہو جائے۔

(۵) تشنجات بدن میں واقع ہونے لگیں۔

(۶) بیو بو خود بخود گم ہو جائے یا چھوٹا اور چوڑا ہو جائے۔

(۷) سیلان الدم

(۸) سقط جنین

وبائی علاقے کے تمام لوگوں کو پلیگ کیوں نہیں ہوجاتی یا حکیموں، ڈاکٹروں اور پلیگ آفیسروں کو کیوں کم ہوتی ہے ﴾ جس وقت وبا کسی مقام میں ڈیرہ ڈالتی ہے تو ہزار ہا مردہ اور نیم جان اجرام بھی چاروں طرف رہتے ہیں اور آدمی کے بدن کے اندر داخل ہوتے رہتے ہیں۔ جب وباء موقوف ہوجاتی ہے تو اس وقت کچھ عرصے تک ایسے اجرام اور بھی زیادہ ہوجاتے ہیں یہ اجرام انسان کے خون کے اندر داخل ہو کر آہستہ آہستہ تغیراتِ طبعی پیدا کرتے ہیں یہاں تک کہ خون میں ایک ایسی حالت پیدا کر دیتے ہیں کہ جس سے آدمی وباء کا مقابلہ کرنے کے قابل ہوجاتا ہے جس طرح کہ ایک آدمی کے بدن میں چیچک کا ٹیکہ لگایا جاتا ہے تو پھر اس میں چیچک کا مقابلہ کرنے کی قابلیت پیدا ہوجاتی ہے اسی طرح سے انسان کے خون میں یہ اجرام آہستہ آہستہ پیدا ہو کر مواد پیدا کرتے رہتے ہیں اور نہایت ہی رفتار سے خون کے اندر اسی طرح سے عمل و تصرف کرتے ہیں جس طرح ٹیکہ کرتا ہے تو آخر کار خون میں ایک قسم کی قابلیت مقادمت پیدا ہوجاتی ہے جس سے آدمی ادنی ادنی تحریکوں سے گرفتارِ وباء نہیں ہوتا۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ ایسی حالت میں علاقۂ وبائی کے آدمی مرض سے مصئون اور محفوظ رہتے ہیں کیونکہ اس کا خون پاک اور وباء کی سمّیت سے صاف ہوتا ہے چنانچہ اس سبب سے شریعت میں وبائی علاقے میں تندرست آدمیوں کا جانا اور وبائی علاقے والے آدمیوں کا تندرست آدمیوں کے علاقے میں آنا جانا دونوں منع ہیں۔ اگرچہ وبائی علاقہ کا رہنے والا تندرست ہی ہو اس میں ایک اور بھی حکمت ہے کہ ڈاکٹر اور طبیب جو مریضوں کے پاس بیٹھتے اور ان کا علاج کرتے ہیں ان کے بدن میں ایک حد تک مرض سے محفوظ رہنے کی قابلیت پیدا ہوجاتی ہے اور بآسانی معمولی احتیاطوں کے عمل درآمد پر

حملۂ مرض سے بچے رہتے ہیں۔ اگر ان کی طبیعتوں میں اس طرح پر مقابلہ مرض کی قابلیت موجود نہ ہوتو بعض اوقات ان کو ایسے ایسے خراب موقعوں پر جانا ہوتا ہے اور ایسے ایسے سخت اور غائت درجے کو پہنچے ہوئے مریضوں کو دیکھنے ان کا امتحان کرنے، ان کے زخم دھونے، مرہم پٹی لگانے کا اتفاق ہوتا ہے کہ جہاں جان جانے کا سخت اندیشہ ہوتا ہے۔

عام انتظامِ مریض ﴿ مکان ہوادار ہونا چاہیے کہ اس میں ہوا کی آمد ورفت بہت آزادانہ طور پر ہو، کمرہ سرد ہو اور اس کی حرارت ۶۰ سے ۷۰ درجہ تک ہونی چاہیے، گرم اور سرد دونوں قسم کا پانی بافراط مہیا ہونا چاہیے۔ اگر اسپتال ہوتو اس میں نوکروں کی تعداد وافی ہونی چاہیے کہ مردوں کے اٹھانے اور اشیاء کے ڈس انفکٹ کرنے میں دیر اور حرج نہ ہونے پائے۔ کوئی چیز کمرے سے باہر نہ نکالی جائے جب تک اُسے صاف اور ڈس انفکٹ نہ کرلیا جائے، تمام برتنوں کو کھولتے ہوئے گرم پانی میں دھولینا چاہیے تب ان کو کمرے سے باہر نکالا جائے۔ پاخانے کے اوپر چونہ بلکہ کلورائڈ آف لائم چھڑکا جائے۔ بسترہ چارپائی وغیرہ بہتر تو یہی ہے کہ جلادیئے جائیں اگر جلانا ممکن نہ ہوتو ان کو فنائل یا جیز فلوئڈ میں خوب تر کیا جائے اور دھوپ میں خوب سکھلالیا جائے۔

بیمار کی تھوک ایک الگ برتن میں لی جائے جس میں مرگری لوشن پڑا ہو۔ یہ برتن اوپر سے ڈھکا ہوا رکھا جائے اور یہ احتیاط ضروری ہے بالخصوص مریضانِ طاعونی نیمونیا میں کھنگاروں اور تھوک کو ننگا رکھنا نہایت ہی نامناسب ہے۔

مریضوں کو کسی کام کے لئے بستر سے اُٹھنے کی اجازت نہیں دینی چاہیے۔ طاعون میں دل نہایت کمزور ہوجاتا ہے اور اس کا فعل بھی بالکل کمزور ہوجاتا ہے۔ بعض دفعہ دیکھا گیا ہے کہ بیٹھے بیٹھے مریض صرف فعلِ قلب بند ہوجانے سے طرفۃ العین میں مرگیا۔ اس لئے مریض کو نہایت خفیف سی حرکت سے بھی باز رکھو۔ اجابت کے لئے پیشاب کے لئے غرض کسی کام کے لئے بھی مریض کو بستر سے اُٹھنے کی اجازت دینی مناسب نہیں۔

غذا ﴿ یہ ایک عجیب بات دیکھنے میں آئی ہے کہ اس مرض میں ہاضمہ بہت خراب نہیں ہوتا اس شدت اور تکلیف کے دوسرے جتنے امراض ہیں ان میں علی العموم اعضاء ہضم بالکل بیکار ہوجاتے ہیں، کھانے کی طرف طبیعت بالکل رغبت نہیں کرتی مگر طاعون میں یہ حالت نہیں، اگر مریض بے ہوش ہوتو وہ دوسری بات ہے لیکن اگر حواس بجا ہوں تو طبیعت کھانے کی طرف راغب اور اشتہا برقرار رہتی ہے۔ بعض محنتی غریب آدمی جب مبتلائے طاعون ہوئے تو وہ کھانے کے ہروقت مشتاق دیکھے گئے۔ غذا زود ہضم اور تھوڑی تھوڑی مقدار میں دینی چاہیے۔ شروع میں دودھ، شوربا، یخنی، برانڈیس ایسنس آف مٹن دینا چاہیے اور جب شدت علامات میں تخفیف ہونی شروع ہوجائے تو پھر غذا میں بھی مناسب تبدیلی کرنی چاہیے۔ پہلے پہل چاول، شوربا سے شروع کریں پھر دودھ، روٹی، چاول تک آجانا چاہیے۔

مشروبات ﴿ شروع مرض میں پیاس کی شدت ہوتی ہے، مریض بار بار پانی مانگتا ہے اور پیاس پیاس پکارتا ہے، اسی وقت پیاس کا دفعیہ آس سرد سکنجبین، لیموں، املی کا شربت یا اور ایسی کسی چیز سے کردینا چاہیے۔ برانڈی یا وسکی جن میں تین چار حصہ پانی ملا ہوا ہو تھوڑی تھوڑی مقدار میں دی جائے بالخصوص یورپین مریضان کو اس سے افعالِ بدنی وخصوصاً فعلِ قلب کو قوت حاصل ہوتی ہے، بے قراری دور ہوتی ہے، طبیعت کو تسکین ہوتی ہے، پیاس دور ہوتی ہے، بدن کو غذا ملتی ہے۔ جب نبض کمزور ہوتی جائے ضعف غالب ہو اور غشی کا خوف ہوتو اس وقت مرکبات برانڈی بہت ہی مفید پڑتی ہے۔

علاج بالدوا ﴿ یہ امر قابلِ تسلیم ہے کہ اس بیماری میں دوائی کا چنداں اثر نہیں ہوتا اگر کچھ فائدہ ہوتا ہے تو وہ عام انتظام مریض پابندی قواعد حفظانِ صحت اور انتظام غذا سے ہوتا ہے اگر ان دونوں کی طرف سے کوتاہی کی جائے تو دوائی پر کتنا ہی زور دیا جائے بیکار رہتا ہے۔

برانڈی ﴿ مریض طاعون کے حق میں جس قدر برانڈی مفید ہوتی ہے اتنی کسی اور مرض کے لئے ہرگز مفید نہیں ہوتی۔ برانڈی کو اکسیر طاعون، تریاق طاعون اور جیسے جیسے عمدہ القاب دینے چاہو دے لو سب درست ہیں۔

برانڈی سے طاعون کو بہت ہی فائدہ پہنچتا ہے۔ مریضانِ طاعون کو مناسب اور عمدہ غذا دیتے جاؤ، ان کو عمدہ مکان میں رکھو کہ جہاں ہوا اور روشنی بخوبی آسکے اس کے ساتھ برانڈی بصورتِ مناسب وبطریق احسن دیتے جاؤ اس پر بڑے بڑے لائق ڈاکٹروں اور حکمائے یونان کا اتفاق ہے کہ یہ بہت عمدہ علاج ہے

اگر آپ بیمار کو تنگ و تاریک مکان میں رکھ کر کوئی علاج یا تدبیر کرنا چاہیں تو بالکل بے سود ہوگی جس مکان میں کوئی طاعونی کیس ہو تو اس مکان کو فوراً چھوڑ کر شہر کے باہر چلے جاؤ اور بیمار کا علاج با قاعدہ کرو ورنہ جتنے آدمی اس مکان میں رہتے ہوں گے غالباً سب کے سب مبتلائے طاعون ہوں گے۔

اس مکان سے کوئی سامان اپنے ساتھ نہ لے جاؤ جب تک کہ اس کو طبی طریقہ پر اجرام سے پاک وصاف نہ کرلو یہ بات بہت ہی غور سے سمجھنے کے قابل ہے کہ جو لوگ طاعون زدہ مکان چھوڑ دیتے ہیں بفضلِ خدا باقی فیملی کے لوگ مرض کے حملہ سے بچ جاتے ہیں اور جو لوگ ایسے مکان کو نہیں چھوڑتے ضرور مبتلائے مرض ہوتے ہیں۔

ہر ایک آدمی کو یہ بات میسر نہیں کہ وہ شہر کے باہر کوئی مکان کرایہ پر لے کر اس میں بیمار کو رکھے اس لئے بہت بہتر اور مناسب ہے کہ ہر ایک قوم اور ہر فرقہ کے لوگ اپنا اپنا اسپتال شہر کے باہر تجویز کریں اور میونسپل کمیٹی سے درخواست کر کے ہر ایک طرح سے امداد لے کر بنائیں۔

اس ضمن میں سرکاری طور پر مریضوں کے واسطے آرام و آسائش کا سامان وغیرہ مہیا کرتا ہے اگر کوئی شخص خود انتظام کرنا چاہے تو بھی اس کے لئے آزادی ہے کہ خود یونانی حکیم یا وید کا علاج کرے خواہ کسی لائق ڈاکٹر کا۔ جو لوگ غریب اور مفلس مبتلائے مرض ہوں ان کو چاہیے کہ فوراً میونسپل کمیٹی کے طاعونی اسپتال میں داخل ہو جائیں وہاں ان کو کھانا ملے گا اور دوا بھی ملے گی۔

طریق استعمال برانڈی ﴾جب مریض نڈھال ہو جائے اور نبض کمزور ہو جائے تو اس وقت بھی برانڈی کا استعمال نہایت ہی مفید ہوتا ہے۔ ایک اونس برانڈی، دو ڈرام شربت نارنگی کے چھلکوں کا اور دو اونس پانی ملا کر ایک محلول تیار کرو اور ایک ایک گھنٹے کے بعد ایک ایک اونس پلاؤ۔ اگر فعل قلب زیادہ کمزور ہوتا دیکھو تو اس مکسچر میں تین بونڈ ائیکوراسٹر کینا بھی ملا دو جب مریض بالکل بے ہوش ہو جائے اور نبض سے ضعف کا غلبہ ثابت ہو تو اس وقت برانڈی میں اسٹر کینا کے ٹی بلائڈ حل کر کے بذریعہ پچکاری زیر جلد داخل بدن کرنا چاہیے۔ جب مریض کی حالت رو بہ صحت ہو تو برانڈی کی مقدار بھی اسی قدر کم کر دینی چاہیے ویسے ہی دوائی پلانے کے لئے وقفے لمبے کر دینے چاہیے۔

ہم بیمار کو مشورہ دیتے ہیں کہ اس موذی مرض کا علاج وہ کسی لائق اور تجربہ کار ڈاکٹر یا مستند حکیم سے کرائیں۔ بعض جاہل لوگ جو اس بیماری کو پوشیدہ کر لیتے ہیں اور بہت کوشش کرتے ہیں کہ کوئی شخص معلوم نہ کرلے کہ اس گھر میں کوئی بیمار ہے یہ بہت بدنتائج پیدا کرنے والا خیال ہے اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ایک بیمار کے علاوہ اور بھی سب اس گھر کے ممبر مبتلائے مرض ہوتے ہیں۔

ہم کو اس مختصر رسالہ میں علاج وغیرہ لکھنے کی گنجائش نہیں ہے ہماری غرض صرف لوگوں کو اس کے متعلق ہدایات سمجھا دینے کی ہے۔

تدابیر مانع وبائے طاعون﴾

(۱) بزریہ دین خوب صاف کراؤ ان میں پانی ڈال کر ہر روز دھلاؤ۔

(۲) شرح موت کا بخوبی خیال رکھو اگر دفعتہً کسی محلّہ یا مکان میں اموات کی کثرت ہو جائے تو اس کا سبب دریافت کرو۔

(۳) اس میں کچھ شبہ نہیں کہ چوہے ایک گھر سے دوسرے گھر میں سمّیت مرض لے جاتے ہیں اور دور دور تک اجرام کو پہنچاتے ہیں اس لئے مناسب ہے کہ جہاں تک ہو سکے ان کو مروا دینا چاہیے۔ مردہ چوہوں کو ہرگز ہاتھ نہیں لگانا چاہیے اور نہ ان کو بازار یا کوچہ میں پھینکنا چاہیے بلکہ ان کو گھاس میں لپیٹ کر اور پر مٹی کا تیل ڈال کر جلا دینا چاہیے۔ چوہوں سے سخت نقصان پہنچتا ہے ان کے مارنے کے واسطے بہت ہی کوشش کرنی چاہیے۔ لاہور کی میونسپل کمیٹی نے ایک پیسہ دو چوہوں کے واسطے دینا منظور کیا ہے غریب لوگوں کو چاہیے کہ وہ پنجرے بنوا کر لوگوں کے گھروں میں رات کو ایک ایک پنجرہ رکھ دیا کریں اور صبح کو ان کا انعام نقد بہ نقد حاصل کر لیا کریں۔

ہم ان کو یہ بھی بتلائے دیتے ہیں کہ شہروں میں جہاں جہاں غلہ کی منڈیاں ہیں وہاں چوہے بہت کثرت سے ملیں گے خصوصاً اکبری منڈی لاہور اور اس کے گردنواح کے محلّہ شالی کوبوں کے ایک ایک مکان میں سو سو دو دو سو چوہے موجود ہوں گے۔

(۴) اگر ممکن ہو تو پاخانہ اور غلاظت کو جلا دیا جائے تمام پاخانوں میں سفیدی کر دینی چاہیے۔

(۵) جن گھروں میں آدمیوں کا ہجوم ہو اور میلے کچیلے رہتے ہوں ان میں سے نصف آدمی علیحدہ مکان میں کر دو اور ان کو صاف ستھرا رہنے کا حکم دو اگر مکان تنگ و تاریک ہو تو اس میں ہوا اور روشنی کی آمد و رفت کا بخوبی انتظام کرو۔

(۶) لوگوں کو اچھی طرح سے آگاہ کر دو کہ ادویات دافع عفونت اگر اچھی طرح سے برتی جائیں تو مرض کو پھیلنے نہیں دیتیں۔

(۷) باشندگانِ شہر اور دیہات کو چاہیے کہ اگر ان کے محلّہ یا کسی مکان میں کوئی شخص اشخاصِ طاعون زدہ مقام سے آئیں تو فوراً اس کی اطلاع ممبران سب کمیٹی یا میونسپل کمشنروں کے پاس کریں۔

(۸) اگر لوگ خود صاف رہیں، گلی کوچوں کو صاف رکھیں تو یہ مرض ہی پیدا نہیں ہوتا اگر کہیں سے کوئی کیس آ بھی جائے تو بیماری نہیں پھیلتی۔

(۹) جہاں جہاں آبادی کے قریب گندے اور بند پانی کے جوہڑ اور تالاب ہوں ان کو تازہ مٹی سے بند کرا دو اور جس قدر کوڑا کرکٹ ہو اس کو جلا دو۔

(۱۰) تمام متعدی اور استیلائی امراض میں سب سے پہلے یہ تدبیر ہونی چاہیے کہ مریضوں کو تندرستوں سے جدا رکھا جائے اس سے یہ مراد نہیں کہ بڑی بڑی بارکیں بنائی جائیں اور ان کے اندر بہت سے مریض اکٹھے رکھے جائیں۔ مریضوں کو چھوٹی چھوٹی جھونپڑیوں میں تندرستوں سے جدا بلکہ ہر ایک مریض کو بھی جدا جدا رکھنا چاہیے۔ زیادہ مریضوں کے اکٹھا رہنے سے مرض کے بڑھنے کا اندیشہ ہے۔ اسپتال مریضوں کے واسطے ایسے مواضع پر بنائیں

(الف) پانی بکثرت دستیاب ہو سکے (ب) ایسی نشیب نہ ہو جہاں جمع ہو کر آزارِ جاں ہو جائے (ج) مریضوں کے لانے اور پہنچانے میں دقت نہ ہو۔ (د) قبرستان بہت قریب ہو۔

مردوں کا دفن کرنا یا جلانا ☸ مریضِ طاعون کی لاش مرض کے پھیلانے کے لئے ایک مرکز اور جڑ کا کام دیتی ہے اس لاش سے بالخصوص جو کسی تنگ گھر میں واقع ہوئی ہو مرض بہت پھیلتا ہے اور ترقی کرتا ہے اس لئے مناسب ہے کہ رسوم مذہبی جو تدفین و تکفین کے متعلق ہیں ان کو حتی الوسع بہت اختصار کے ساتھ عمل میں لایا جائے جن کپڑوں سے مردہ کے بدن کو ڈھانپا جائے ان کو ایک حصہ کاربالک ایسڈ میں ۲۹ حصہ پانی ملا کر اس لوشن سے تر کر لیا جائے یا مرکزی لوشن میں بھگو لیا جائے۔

اہل اسلام میں جو کافور مردہ کے بدن پر لگاتے ہیں وہ بہت ہی مفید پڑتا ہے مگر بہت زیادہ لگانا چاہیے سوائے ان لوگوں کے جن کا فرض ہے مردہ کو نہلائیں، کفن دیں، دوسرے آدمی مردہ کے نزدیک نہیں جانے چاہیے اور غسل و کفن دینے والے جب فارغ ہوں تو اپنے ہاتھوں کو کسی لوشن سے دھو ڈالیں۔ قبر سات فٹ گہری کھودی جائے اور مناسب ہے کہ قبر میں کچھ چونا بھی ڈالا جائے۔ پانی جو پینے کے کام میں آتا ہو قبرستان سے دور رکھنا چاہیے۔ مردہ کے ناک، منہ اور دوسرے سوراخ روئی سے بند کر دیں اور اس روئی کو پہلے مرکزی لوشن سے تر کر لینا چاہیے۔

منتظمان صفائی کے لئے ہدایات ☸ تم ذمہ دار ہو کہ تمہارے علاقہ میں کوئی جگہ میلی نہ ہو، کہیں پانی جمع نہ ہو، کہیں کوڑا کرکٹ نظر نہ آئے، کوڑا کرکٹ جمع کرا کے جلوا دینا چاہیے، بدرویں صاف کروائیں اور ان میں فنائل چھڑکیں۔ مہترانیوں کو کہہ دیں کہ وہ شہر کے پاخانوں کو خوب صاف رکھا کریں اور اسے دور کر دیں اور دوائی ان کو دے دو کہ وہ لوگوں کے پاخانوں میں چھڑک دیا کریں۔

ہدایات برائے ڈس انفکشن ☸ ڈس انفکشن یعنی موادِ مرض کا بذریعہ ادویہ قاتل الاجرام دور کرنا نہایت ہی ضروری اور لازمی امر ہے۔ ڈس انفکشن کرنے سے مکان بہت ہی پاک اور صاف ہو جاتا ہے۔

کیمیاوی ڈس انفکٹنٹ ☸ یہ کلورائڈ آف مرکری اس دوائی کا ایک محلول جس کے ہزار حصے میں ایک حصہ دوائی مذکورہ بالا ہو اور دو حصہ پانی ہو جرم طاعون کے مار ڈالنے کے لئے کافی ہوتا ہے۔ اگر اس لوشن یعنی محلول میں ہائیڈروکلورک ایسڈ شامل کر دیا جائے تو اس کی طاقت اور بھی زیادہ ہو جاتی ہے۔ ایک ہزار حصہ پانی میں دو حصہ ایسڈ مذکورہ بالا ڈالنا چاہیے اس لوشن کو تھوڑا تھوڑا اس طرح زمین اور دیواروں پر چھڑک دینا کافی نہیں بلکہ اس کو کثرت

سے ڈلوا کر دیواریں تر ہو کر سرشار ہو جائیں اور لوشن زمین پر بہہ نکلے۔ چوہوں اور دوسرے حشرات الارض کے سوراخ میں خوب لوشن ڈال کر بھر دو، پاخانوں میں بھی لوشن خوب کثرت سے ڈال دو۔ اگر دیواریں یا فرش مٹی کے ہوں تو ان کو خوب ہی تر کرنا چاہیے ایک دفعہ لوشن ڈالا جائے اور جب وہ خشک ہو جائیں تو پھر اور ڈال دینا چاہیے۔ لوشن بنانے کی ترکیب حسب ذیل ہے

کلورائڈ آف مرکری ڈیڑھ اونس، ہائڈروکلورک ایسڈ ایک اونس، پانی دو گیلن، اس کو ملاؤ اور پھر اس میں رینی لین ۵ گرین ملا دو تا کہ اس میں نیا رنگ پیدا ہو جائے کہ جس سے یہ زہریلا تمام پانی سے متمیز ہو سکے اور کسی شخص کو اس کی شناخت میں غلطی نہ ہو سکے اس لوشن کو لکڑی کی بالٹی یا ڈول میں ڈال کر چھڑکاؤ،

طاعون کا ٹیکہ ﴾ اگر آپ طاعون سے بچنا چاہتے ہیں تو ضروری ہے کہ ٹیکہ لگوائیں۔ طاعون کا ٹیکہ ایسا ہی مفید ثابت ہوا ہے جیسا کہ چیچک کے ٹیکہ کو تمام لوگ مفید جانتے ہیں۔ ٹیکہ لگوائے ہوئے آدمی مرض کے حملہ سے بچ جاتا ہے اور شاذ و نادر پانچ فیصدی صحت یاب ہوتے ہیں۔

ٹیکہ لگوانے سے معمولی خفیف بخار ہو کر دس بارہ گھنٹہ کے بعد خود بخود دور ہو جاتا ہے دو دن کے بعد ایک ہلکا سا مسہل کر لینا چاہیے پھر طبیعت بالکل درست ہو جاتی ہے یہ تو تھا طبی اور ڈاکٹری علاج اب روحانی ملاحظہ ہو۔

دعا ﴾ حدیث میں ہے کہ دعا تقدیر بدل دیتی ہے اسی لئے بزرگوں نے دعائیں کرائیں اور کیں۔ مندرجہ ذیل دعا بنا کر گڑگڑاتے ہوئے آہ و زاری سے یا اکیلے بارگاہ الٰہی میں عرض کریں

﴿دعائے منظوم﴾

اے خالقِ ہر دوسرا طاعون سے ہم کو بچا — اے مالکِ ارض وسما طاعون سے ہم کو بچا
ہم اپنے بدعملوں سے اب کرتے ہیں توبہ مل کے سب — بس خوب پائی ہے سزا طاعون سے ہم کو بچا
بیٹھے ہیں آ کے ننگے سر پر غیب ہیں اور بے ہنر — تو شرم رکھ لے مالکا طاعون سے ہم کو بچا
آہ نامہ عملوں کا سیاہ کر کے ہوئے ہیں ہم تباہ — تو حال ہے سب جانتا طاعون سے ہم کو بچا
سن سن کے ہم "لاتقنطو" کرتے ہیں آ کر آرزو — ہم کو نہ تو دردر پھرا طاعون سے ہم کو بچا
اب دیکھ کر تیرا غضب آئے ہیں بارنج وتعب — ہے دل سے توبہ بارہا طاعون سے ہم کو بچا
مالک کون و مکاں اے خالق ہر انس وجاں — کر رحم ہو سب کا بھلا طاعون سے ہم کو بچا
قاضی الحاجات ہے تیری ہی مخلوقات ہے — پورا ہو سب کا مدعا طاعون سے ہم کو بچا
بے شک سزاوار سزا سب کے سب ہم خالقا — کرتے گنہ ہیں برملا طاعون سے ہم کو بچا
یہی توبہ ہے اب کردور ہم سے یہ غضب — کر فضل ہم پر دائما طاعون سے ہم کو بچا
در تیرا اب چھوڑ کر جائیں کہاں ہم بے ہنر — کوئی نہیں تیرا سوا طاعون سے ہم کو بچا
مصطفیٰ کی ذات کا دیتے ہیں تجھ کو واسطہ — از بہر ختم الانبیاء طاعون سے ہم کو بچا
واسطہ اصحاب و آل نبی بیٹھے ہیں سب ملتجی — سن لے ہماری التجا طاعون سے ہم کو بچا
نیک جو اصحاب ہیں اصحاب کیا احباب ہیں — دیتے ہیں ان کا واسطہ طاعون سے ہم کو بچا
بہر حضرتِ پنجتن کر فضل ہم پر ذوالمنن — تو بہرِ جملہ انبیاء طاعون سے ہم کو بچا
ناطق جھکا کر اپنا سر کہتا ہے یہ شام وسحر — ہو دور ہم سے یہ وبا طاعون سے ہم کو بچا

تعویذ وظیفہ

لی خمسة اطفی بها حر الوباء الحاطمه　　المصطفیٰ والمرتضیٰ وابناهما والفاطمه

(میرے لئے پانچ نفوس قدسیہ وسیلہ اور سہارا ہیں میں ان کے توسل سے کمر توڑ وباء کی حرارت اور گرمی کو بجھاتا اور ٹھنڈا کرتا ہوں وہ پانچ ہستیاں یہ ہیں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ان کے دونوں صاحبزادے حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

یہ عبارت جلی قلم سے ہر گھر میں لٹکائی جائے اور اسے بکثرت ورد کریں۔ مسدس ذیل کے ساتھ بار بار پڑھا جائے

وصف وثناء تیری ادا ہو کب بھلا ہے حوصلہ　　انسان کو بخشا یہ شرف قدرت ہے تیری کاملہ
خوب بہر مصطفیٰ جاری کیا ہے سلسلہ　　ہوکر معذب آج کل وہ لٹ رہا ہے قافلہ
لی خمسة اطفی بها حر الو باء الحاطمه　　المصطفیٰ والمرتضیٰ وابناهما والفاطمه

طاقت کہاں ہم گن سکیں جو کچھ کئے ہم نے گناہ　　جونامہ اعمال تھا وہ ہوچکا سارا سیاہ
رحم ہم پر خالقا سچی ہے تیری بارگاہ　　نیچی ہیں نظریں شرم سے کر فضل کی ہم پر نگاہ
لی خمسة اطفی بها حر الو باء الحاطمه　　المصطفیٰ والمرتضیٰ وابناهما والفاطمه

تیری خلق پر ماں باپ سے ستر گنا　　تجھ سے ہو بڑھ کر مہربان ایسا نہیں یاخدا
سینکڑوں مخلوق کو تیری چنا　　ہے اس وباء نے اے خدا سب کچھ ادھیڑں دیا
لی خمسة اطفی بها حر الو باء الحاطمه　　المصطفیٰ والمرتضیٰ وابناهما والفاطمه

نازل ہوا تھا جب غضب یہ قومِ اسرائیل پر　　تائب ہوئے وہ جس گھڑی تھی رحم کی ان پر نظر
اب امت اعمال ہے نازل بلا ہے خاص کر　　کرتے ہیں توبہ مل کے ہم اے خالق جن وبشر
لی خمسة اطفی بها حر الو باء الحاطمه　　المصطفیٰ والمرتضیٰ وابناهما والفاطمه

کردے بلا طاعون کی دور از طفیل مصطفیٰ　　از بہر جملہ انبیاء از بہر جملہ اولیاء
ہم آل و اصحابِ پیمبر کاہیں دیتے واسطہ　　اے خالق ارض وسما سن لے ہماری التجا
لی خمسة اطفی بها حر الو باء الحاطمه　　المصطفیٰ والمرتضیٰ وابناهما والفاطمه

اس بارگاہ خاص میں ناطق ہیں سارے ملتجی　　آئے ہیں ہم جس واسطے ہوں مدعا پوری ابھی
مجرم ہیں بیشک تیرے فضل سے لیکن ہو سب کی بہتری　　طاعون کو کردور ہم سے صدقہ آل نبی
لی خمسة اطفی بها حر الو باء الحاطمه　　المصطفیٰ والمرتضیٰ وابناهما والفاطمه

تیری جناب پاک میں ہم سب کی ہے یہ آرزو　　نخلِ مراد اب کر ہرا بس پھر چکے ہم توبہ کو
تیرے سوا جائیں کہاں دیکھا جدھر ہے تو ہی تو　　ہم بن کے تیری قمریاں کہتے ہیں یہ ہر چارسو
لی خمسة اطفی بها حر الو باء الحاطمه　　المصطفیٰ والمرتضیٰ وابناهما والفاطمه

جو کچھ محبت تجھ کو ہے ہم سے عیاں ہوتی نہیں　　وہ اپنے بندوں پر الفت جو بیاں ہوتی نہیں
ہوتوبہ شکنی لاکھ پھر تجھ پر گراں ہوتی نہیں　　یہ گوشمالی ہے فقط سو یہ کہاں ہوتی نہیں

لــی خـمسة اطـفــی بهــا حــرالو بـاء الحـاطـمـه	الـمـصـطـفـیٰ والـمـرتـضـیٰ وابـنـاهـمـا والفـاطـمـه
یہ کاسئہ سر لے کے ہم ہاتھوں میں آئیں یہاں	بھردے اسے رحمت سے تواے خالق ہر دوجہاں
اے چھوڑ کر ہم در تیرا جاکر بنیں سائل کہاں	کر رحم کی ہم پر نظر اے خالق کون ومکاں
لــی خـمسة اطـفــی بهــا حــرالو بـاء الحـاطـمـه	الـمـصـطـفـیٰ والـمـرتـضـیٰ وابـنـاهـمـا والفـاطـمـه

روحانی علاج ﴾جس دنوں طاعون پھوٹ پڑے تو کسی نیک آدمی سے چند ہدایات بھجوائیں وہ یہ ہے اول نماز پڑھیں، دوسرے شراب خوری دیگر نشہ بازی سے یعنی نشہ خوری سے باز رہیں، تیسرے سورۂ تغابن جو ۲۸ پارہ قرآن مجید ہے اس کو پڑھ کر اپنے او پر دم کریں اور ایک دفعہ پڑھ کر اپنے عیال واطفال پر دم کریں، صدقِ دل سے بروز جمعرات شیر و برنج وغیرہ، شربت وغیرہ پر ارواح حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، شہیدانِ کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ایصالِ ثواب کریں اور حسبِ طاقت اپنے محبوب سبحانی، قطب ربانی سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روح کو ایصالِ ثواب کریں اور شیر و برنج حضرت بی بی فاطمہ خاتونِ جنت بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم انجام دیں۔ شب وروز درود شریف ورد زبان واستغفار وغیرہ کریں۔ جھوٹ، دغابازی، زناکاری سے پرہیز کریں اور سودخوری سے ہر ایک مسلمان بچے۔ اس دعا کو صدر دروازہ یعنی عام گاؤں کے دروازہ پر ایک ایک اپنے مسکن کے دروازہ پر لکھ کر لگادیں۔ دعائے بزرگ یہ ہے

وهذه من فضل ربی یاقدیم المعروف یاقدیم الاحسان علینا احسانک یا قدیم انت ربی

صدقه بلاؤں کو بھگاتاھے ﴾صدقہ وخیرات سے بلاؤں وطاعون وغیرہ بھگانے کا تیز بہدف علاج ہے۔

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے صدقہ وخیرات ایک نسخہ جامع ہے کہ اس سے مساکین وفقراء بھی کھائیں گے، علماء وصلحاء بھی، عزیز ورشتہ دار بھی، قریب واہل جوار بھی تو اس میں بعدد ابواب جنت آٹھ خوبیاں ہیں۔

(۱) فضیلت صدقہ (۲) خدمتِ صلحاء (۳) صلہ رحم (۴) مواساۃ جار

(۵) سلوکِ نیک سے مسلمانوں خصوصاً غرباء کا دل خوش کرنا

(۶) ان کی مرغوب چیزیں ان کے لئے مہیا کرنا

(۷) مسلمان بھائیوں کو کھانا دینا (۸) مسلمانوں کا کھانے پر (مجتمع) جمع کرنا

اوران سب امور کو جب بہ نیت صالحہ ہوں باذن اللہ تعالیٰ رضائے خداوند عفو وخطاء ودفع بلا میں دخل تام ہے۔ ظاہر ہے کہ قحط، وباء ہر مصیبت وبلا گناہوں کے سبب آتی ہے۔

وَ مَآ اَصٰبَكُمۡ مِّنۡ مُّصِيۡبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتۡ اَيۡدِيۡكُمۡ وَ يَعۡفُوۡا عَنۡ كَثِيۡرٍ ؕ (پارہ ۲۵، سورۂ الشوری، آیت ۳۰)

اور تمہیں جو مصیبت پہنچی وہ اس کے سبب سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا اور بہت کچھ تو معاف فرمادیتا ہے۔

تو اسبابِ مغفرت ورضا اور رحمت بلاشبہ کے عمدہ علاج ہیں۔

حدیث ۱ ﴾قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ إِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِءُ غَضَبَ الرَّبِّ وَتَدْفَعُ عَنْ مِیتَةِ السُّوءِ

(سنن الترمذی، کتاب الزکاۃ عن رسول اللہ، باب ماجاء فی فضل الصدقة، جلد۳، صفحہ۷۳، حدیث ۶۰۰)

(کنز العمال بحوالہ ت حب عن انس، حدیث ۱۵۹۹۸، جلد۶، صفحہ۳۴۸ و ۳۷۱، مؤسسة الرسالہ بیروت)

بیشک صدقہ رب عزوجل کے غضب کو بجھاتا اور بری موت کو دفع کرتا ہے۔

حدیث ۲ ﴾فرماتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

اتقوا لنار والو بشق تمرة فانها تقيم العوج وتدفع ميتة السوء .

(مسند ابی یعلی عن ابی بکر ،حدیث ۸۰، جلد ۱ ، صفحه۷۵ ،مؤسسة علوم القرآن بيروت)

(كشف الاستار عن زوائد البزار ،حدیث۹۳۳ ، جلد ۱ ، صفحه۴۴۲ ،مؤسسة الرساله بيروت)

دوزخ سے بچواگرچہ آدھا چھوہارہ دے کر کہ وہ کجی کوسیدھا اور بُری موت کودور کرتا ہے۔

حدیث ۳ ﴾فرماتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

ان صدقة المسلم تزيد فی العمر و تمنع ميتة السوء "رواه الطبرانی وابو بكر بن مقيم فی جزئه عن عمرو بن عوف رضی الله تعالیٰ عنه"

(المعجم الكبير ،حديث ۳۱،جلد ۲۲ ،صفحہ۲۳،۱۷ ،المكتبة الفيصلية بيروت)

بے شک مسلمان کا صدقہ عمر کو بڑھاتا ہے اور بُری موت کو منع کرتا ہے۔ (اسے طبرانی اور ابوبکر بن مقیم نے اپنی جزء میں عمرو بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا)

حدیث ٤،٥ ﴾فرماتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

الصدقة تطفیء الخطيئة وتقی ميتة السوء "رواه الطبرانی فی الكبير عن رافع بن مكيث الجهنی رضی الله تعالیٰ عنه"

(الترغيب والترهيب بحواله الطبرانی فی الكبير ، الترغيب فی الصدقة، حديث ۱۴،جلد۲ ، صفحه ۱۲،مصطفی البابی مصر)

صدقہ گناہ کو بجھاتا ہے اور بری موت سے بچاتا ہے۔ (اسے طبرانی نے کبیر میں رافع بن مکیث الجہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا)

دوسری روایت میں ہے

اَلصَّدَقَةُ تَمْنَعُ مِيتَةَ السَّوْءِ . "رواه احمد عنه والقضاعی عن ابی هريرة رضی اللّٰه تعالیٰ عنهما"

(كنز العمال بحواله القضاعی عن ابی هريره،حديث ۱۵۹۸۱ ،جلد٦ ، صفحه۳۴۵،مؤسسة الرسالة بيروت)

صدقہ بُری موت کوروکتا ہے۔ (اسے احمد نے رافع بن مکیث سے قضاعی نے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

حدیث ٦ ﴾فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم

ان اللّٰه ليدرؤ بالصدقة سبعين بابا من ميتة السوء "رواه الامام عبدالله بن مبارک فی كتاب البر، عن انس بن مالک رضی اللّٰه تعالیٰ عنه"

(الترغيب والترهيب بحواله ابن البر فی كتاب البر الترغيب فی الصدقة، حديث ۱۲،جلد۲، صفحه۱۲ ، مصطفی البابی مصر)

بے شک اللہ عزوجل صدقہ کے سبب سے ستر دروازے بُری موت کے دفع فرماتا ہے۔ (اسے امام عبداللہ بن مبارک نے کتاب البر میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا)

حدیث ۷ ﴾فرمایا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

الصدقة تسد سبعين بابا من السوء"رواه الطبرانی فی الكبير عن رافع بن خديج رضی اللّٰه تعالیٰ عنه"

(المعجم الكبير عن رافع بن خديج، حديث ۴۴۰۲، جلد۴، صفحه۲۷۴،المكتبة الفيصلية بيروت)

صدقہ ستر دروازے بُرائی کے بند کرتا ہے (اسے طبرانی نے کبیر میں رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے)

حدیث ۸﴾فرماتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

الصدقة تمنع سبعین نوعا من انواع البلاء اھونھا الجذام والبرص. "رواہ الخطیب عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنه"

(تاریخ البغداد، ترجمه ۴۳۲۶ الحارث بن نعمان، جلد۸ ،صفحه ۲۰۸، دارالکتب العربی بیروت)

صدقہ ستر بلاکو روکتا ہے جن کی آسان تر بدن بگڑنا اور سپید داغ ہیں (والعیاذ باللہ تعالیٰ) (اسے خطیب نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا)

حدیث ۹، ۱۰﴾فرماتے ہیں سرکار صلی اللہ علیہ وسلم

بَاکِرُوا بِالصَّدَقَةِ، فَإِنَّ الْبَلَاءَ لَا یَتَخَطَّاهَا" رواہ الطبرانی عن امیر المومنین علی والبیھقی عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنھما"

(المعجم الاوسط ،حدیث ۵۶۴۳۹، جلد۶ ،صفحه ۲۹۹، مکتبه المعارف ریاض)

(السنن الکبریٰ ،کتاب الزکوٰۃ باب فضل من اصبح صائما الخ، جلد۴، صفحه ۱۸۹ ،دارصادر بیروت)

صبح تڑکے صدقہ دو کہ بلا صدقہ سے آگے قدم نہیں بڑھاتی (اسے طبرانی نے امیر المومنین حضرت علی اور بیہقی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا)

حدیث ۱۱﴾فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

الصدقات بالغدوات یذھبن بالعاھات "رواہ الدیلمی عن انس رضی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنه"

صبح کے صدقے آفتوں کو دفع کر دیتے ہیں۔(اس کو دیلمی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا)

(الفردوس بما ثور الخطاب ،حدیث ۳۷۴۷، جلد۲، صفحه ۴۱۴، دارالکتب العربی بیروت)

(الجامع الصغیر بحواله الفردوس عن انس ،حدیث ۵۱۴۷، جلد۲، صفحه ۳۱۷،دارالکتب العلمیه بیروت)

حدیث ۱۲﴾فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

الصدقة تمنع القضاء السوء "رواہ ابن عساکر عن جابر رضی اللہ تعالی عنه"

صدقہ بری قضا کو ٹال دیتا ہے۔(اس کو ابن عساکر نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا)

(تھذیب تاریخ دمشق الکبیر ،ترجمه الخضرا لبزاز، جلد۵، صفحه ۱۶۸ ،داراحیاء التراث العربی بیروت)

حدیث ۱۳﴾فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

صِلُوا الَّذِی بَیْنَکُمْ وَبَیْنَ رَبِّکُمْ بِکَثْرَةِ ذِکْرِکُمْ لَهُ، وَکَثْرَةِ الصَّدَقَةِ فِی السِّرِّ وَالْعَلَانِیَةِ، تُرْزَقُوا وَتُنْصَرُوا وَتُجْبَرُوا. "رواہ ابن ماجة عنه رضی اللہ تعالیٰ عنه"

(سنن ابن ماجه، ابواب اقامة الصلوٰۃ، باب فرض الجمعة،صفحه۷۷، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

اللہ عزوجل کے ساتھ اپنی نسبت درست کرو اس کی یاد کی کثرت اور خفیہ وظاہر صدقہ کی تکثیر سے کہ ایسا کروگے تو روزی اور مدد دئے جاؤ گے، تمھاری شکستگیاں درست کی جائیں گی (اسے ابن ماجہ نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا)

حدیث۱۴ تا۱۷﴾فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

الصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِیئَةَ کَمَا یُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ" رواہ الترمذی وقال حسن صحیح عن معاذ بن جبل ونحوۃ ابن حباب فی صحیحه عن کعب بن عجرة وکابی یعلیٰ بسند صحیح عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنھم وابن المبارک عن عکرمة مرسلا بسند حسن"

(جامع الترمذی ،ابواب الایمان، باب ماجاء فی حرمة الصلوٰۃ، جلد۲، صفحه ۸۶،امین کمپنی دھلی)

(موارد الظمان، حدیث ۱۵۶۹، صفحه۳۷۸، المکتبة السلفیه مکة المکرمة)

صدقہ گناہ کو بجھا دیتا ہے جیسے پانی آگ کو (روایت کیا اسے ترمذی نے اور حسن صحیح کہا، معاذ بن جبل سے اور ایسے ہی ابن حبان نے اپنی صحیح میں کعب بن عجرہ سے، جیسے ابی یعلی نے بسند صحیح جابر رضی اللہ تعالٰی عنہم سے اور ابن مبارک نے عکرمہ سے مرسلاً بسند حسن)

حدیث ۱۸ ﴿ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

مَثَلُ الْمُؤْمِنِ وَمَثَلُ الْإِيمَانِ كَمَثَلِ الْفَرَسِ فِي آخِيَّتِهِ يَجُولُ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى آخِيَّتِهِ وَإِنَّ الْمُؤْمِنَ يَسْهُو ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى الْإِيمَانِ فَأَطْعِمُوا طَعَامَكُمُ الْأَتْقِيَاءَ وَأَوْلُوا مَعْرُوفَكُمُ الْمُؤْمِنِينَ" رواه البیهقی فی شعب الایمان و ابونعیم فی الحلیة عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنه"

(شعب الایمان، حدیث ۱۰۹۶۴، جلد۷، صفحه۴۵۲، دارلکتب العلمیه بیروت)

(حلیة الاولیاء، ترجمه۳۹۷، عبدالله بن مبارک، جلد۸، صفحه۱۷۹، دارالکتب العلمیه بیروت)

مسلمان اور ایمان کی کہاوت ایسی ہے جیسے چراگاہ میں گھوڑا اپنی رسی سے بندھا ہوا کہ چاروں طرف چر کر پھر اپنی بندش کی طرف پلٹ آتا ہے یوں ہی مسلمان سے بھول ہوجاتی ہے پھر ایمان کی طرف رجوع لاتا ہے تو اپنا کھانا پرہیزگاروں کو کھلاؤ اور اپنا نیک سلوک سب مسلمانوں کو دو۔ (اسے بیہقی نے شعب الایمان میں اور ابونعیم نے حلیہ میں ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا)

اس حدیث سے ظاہر کہ معالجہ گناہ میں نیکوں کو کھانا کھلانا اور عام مسلمانوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہیے۔

حدیث ۱۹ ﴿ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

ان الصدقة وصلة الرحم یزید اللّٰہ بهما فی العمر ویدفع بهما میتة السوء ویدفع بهما المکروه المحذور" رواه ابویعلی عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنه"

(مسند ابویعلی عن انس بن مالک، حدیث ۴۰۹۰، جلد۴، صفحه۱۴۷، مؤسسة علوم القرآن بیروت)

(مجمع الزوائد بحواله ابویعلی، باب صلة الرحم وقطعها، جلد۸، صفحه۱۵۱، دارالکتاب بیروت)

بے شک صدقہ اور صلہ رحم ان دونوں سے اللہ تعالٰی عمر بڑھاتا ہے اور بری موت کو دفع کرتا ہے اور مکروہ و اندیشہ کو دور کرتا ہے۔ (اسے ابویعلی نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا)

حدیث ۲۰ ﴿ فرماتے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ، وَيُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ، فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ" رواه البخاری عن ابی هریرة رضی اللہ تعالیٰ عنه"

(صحیح البخاری، کتاب الادب، باب من بسط له فی الرزق الخ، جلد۲، صفحه۸۸۵، قدیمی کتب خانه کراچی)

جو چاہتا ہے کہ اس کے رزق میں وسعت مال میں برکت ہو وہ اپنے رشتہ داروں سے نیک سلوک کرے (اسے امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا)

حدیث ۲۱، ۲۲ ﴿ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَمُدَّ اللّٰهُ فِي عُمْرِهِ، وَيُوَسِّعَ لَهُ فِي رِزْقِهِ، وَيَدْفَعَ عَنْهُ مِيتَةَ السَّوْءِ فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ، وَلْيَصِلْ رَحِمَهُ." رواه عبداللہ ابن الامام فی زوائد، المستدرک والبزار بسند جید والحاکم فی المستدرک عن امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجهه والحاکم نحوه فی حدیث عن عقبة بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنه"

(الترغیب والترھیب بحوالہ زوائد مسند والبزار والحاکم الترغیب فی صلة الرحم،جلد۳، صفحہ۳۳۵،مصطفی الباب مصر)

(المستدرک،کتاب البر والصلة ،جلد۴،صفحہ۱۶۰ ،دارالفکر بیروت)

جسے خوش آئے کہ اس کی عمر دراز ہو، رزق وسیع ہو اور بری موت دفع ہو وہ اللہ سے ڈرے اور اپنے رشتہ داروں سے نیک سلوک کرے(اسے عبداللہ ابن امام نے زوائد المسند میں اور بزار نے بسند جید اور حاکم نے مستدرک میں امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے اور یونہی حاکم نے حدیث عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا)

حدیث ۲۳ فرماتے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

صِلَةُ الْقَرَابَةِ مَثْرَاةٌ فِی الْمَالِ، مَحَبَّةٌ فِی الْاَهْلِ، مَنْسَأَةٌ فِی الْاَجَلِ" رواہ الطبرانی بسند صحیح عن عمرو بن سهل رضی اللہ تعالی عنہ"

(المعجم الاوسط ،حدیث ۷۸۰۶،جلد۸ ،صفحہ ۳۹۷،مکتبة المعارف ریاض)

قریبی رشتہ داروں سے سلوک، مال کا بہت بڑھانے والا، آپس میں بہت محبت کرنے والا عمر کا زیادہ کرنے والا ہے۔(اسے طبرانی نے صحیح سند کے ساتھ عمرو بن سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا)

حدیث ۲۴ فرماتے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

صِلَةَ الرَّحِمِ تَزِیدُ فِی الْعُمُرِ" رواہ القضاعی عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ"

(کنز العمال بحوالہ القضاعی عن ابن مسعود حدیث ۶۹۰۹،جلد۳، صفحہ۳۵۶،موسسة الرسالہ بیروت)

صلہ رحم سے عمر بڑھتی ہے(اسے قضاعی نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا)

حدیث ۲۵ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

إن أعجل البر ثوابا لصلة الرحم حتی أن أهل البیت لیکونوا فقراء فتنمو أموالهم ویکثر عددهم إذا تواصلوا " رواہ الطبرانی عن ابی بکرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ"

(مجمع الزوائد ،کتاب البر والصلة،باب صلة الرحم وقطعا ،جلد ۱ ، صفحہ ۱۵۲ ،دارالکتب بیروت)

بے شک سب نیکیوں میں جلد تر ثواب میں صلہ رحم ہے یہاں تک کہ گھر والے فاسق بھی ہوتو ان کے مال زیادہ ہوتے ہیں اور ان کے شمار بڑھتے ہیں جب آپس میں صلہ رحم کریں،(اسے طبرانی نے ابی بکرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا)

دوسری روایت میں اتنا اور ہے

ومامن اهل بیت یتواصلون فیحتاجون"رواہ ابن حبان فی صحیحہ"

(موار دالظمان ،باب صلة الرحم، حدیث۲۰۳۸ ،صفحہ۴۹۹،المطبعة السلفیة مکة المکرمة)

کوئی گھر والے ایسے نہیں کہ آپس میں صلہ رحم کریں پھر محتاج ہو جائیں(اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا)

حدیث ۲۶ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

صلة الرحم وحسن الخلق وحسن الجوار یعمرن الدیار ویزدن فی الاعمار" رواہ الامام احمد والبیھقی فی الشعب بسند صحیح علی اصولنا عن ام المؤمنین الصدیقة رضی اللہ تعالیٰ عنھا"

(شعب الایمان،حدیث ۷۹۶۹،جلد۶،صفحہ۲۲۶،دارالکتب العربیہ بیروت)

(کنز العمال بحوالہ حم ھب عن عائشہ، حدیث ۶۹۱۰،جلد۳، صفحہ ۳۵۶،موسسۃالرسالہ بیروت)

صلہ رحم اور نیک خوئی اور ہمسایہ سے نیک سلوک شہروں کو آباد اور عمروں کو زیادہ کرتے ہیں (اسے امام احمد اور بیہقی نے شعب عن بسند صحیح ہمارے اصول پر ام المومنین الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا)

حدیث ۲۷ ﷺ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

صنائع العروف تقی مصارع السوء والأفات الھلکات واھل المعروف فی الدنیا ھم اھل المعروف الاخرۃ "رواہ الحاکم فی المستدرک عن انس رضی اللہ تعالی عنہ"

(کنز العمال بحوالہ ک فی المستدرک،حدیث ۱۵۹۶۵،جلد۶،صفحہ۳۴۳،موسسۃ الرسالہ بیروت)

نیک سلوک کے کام بری موتوں آفتوں ہلاکتوں سے بچاتے ہیں اور دنیا میں احسان والے وہی آخرت میں احسان والے ہوں گے ۔(اسے حاکم نے مستدرک میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا)

حدیث ۲۸ ﷺ فرماتے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

صَنَائِعُ الْمَعْرُوفِ تَقِي مَصَارِعَ السَّوْءِ، وَالصَّدَقَةُ خَفِيًّا تُطْفِءُ غَضَبَ الرَّبِّ، وَصِلَةُ الرَّحِمِ زِيَادَةٌ فِي الْعُمُرِ، وَكُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ، وَأَهْلُ الْمَعْرُوفِ فِي الدُّنْيَا أَهْلُ الْمَعْرُوفِ فِي الْآخِرَةِ، وَأَهْلُ الْمُنْكَرِ فِي الدُّنْيَا أَهْلُ الْمُنْكَرِ فِي الْآخِرَةِ، وَأَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ أَهْلُ الْمَعْرُوفِ "رواہ الطبرانی فی الاوسط عن ام المومنین ام سلمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا"

(المعجم الاوسط ،حدیث ۶۰۸۲،جلد۷ ،صفحہ ۵۰و ۵۱،مکتبہ المعارف ریاض)

بھلائیوں کے کام بری موتوں سے بچاتے ہیں اور پوشیدہ خیرات رب کا غضب بجھاتی ہے اور رشتہ داروں سے اچھا سلوک عمر میں بکرت ہے ار ہر نیک سلوک (کچھ ہو کسی کے ساتھ ہو) سب صدقہ ہے اور دنیا میں احسان والے وہی آخرت میں احسان پائیں گے اور دنیا میں بدی والے وہی عقبیٰ میں بدی دیکھیں گے اور سب میں پہلے جو بہشت میں جائیں گے وہ نیک برتاؤ والے ہیں ۔(اسے طبرانی نے اوسط میں ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا)

حدیث ۲۹ ﷺ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

إن مـن موجبات المغفرۃ إدخال السرور علی أخیک المسلم "رواہ الطبرانی فی الکبیر والاوسط عن الامام سیدنا الحسن بن علی کرم اللہ تعالیٰ وجوھھما"

بے شک مغفرت واجب کر دینے والی چیزوں میں ہے تیرا اپنے بھائی مسلمان کا جی خوش کرنا (اسے طبرانی نے کبیر میں اور اوسط میں امام سیدنا حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا)

(المعجم الکبیر حدیث ۲۷۳۱ و ۲۷۳۸،جلد۳، صفحہ ۷۳و۸۵المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت)

(المعجم الاوسط ،حدیث ۸۲۴۱،جلد۹ ،صفحہ۱۱۶ ،مکتبہ المعارف ریاض)

حدیث ۳۰ ﷺ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

إِنَّ أَحَبَّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللَّهِ بَعْدَ الْفَرَائِضِ إِدْخَالُ السُّرُورِ عَلَى الْمُسْلِمِ "رواہ فیھما عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما"

(اتحاف السادۃ المتقین بحوالہ الطبرانی فی الکبیر ،کتاب الادب، الباب الثالث ،جلد۶ ، صفحہ ۲۹۳ ،دارالفکر بیروت)

(المعجم الاوسط ،حدیث۷۹۰۷،جلد۸،صفحہ۳۴۳ ،مکتبہ المعارف ریاض)

اللہ تعالیٰ کے فرضوں کے بعد سب اعمال سے زیادہ پیارا عمل مسلمانوں کا جی خوش کرنا ہے۔(طبرانی دونوں میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا)

حدیث ۳۱تا۳۳ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

افضل الاعمال ادخال السرور علی المؤمن کسوت عورته او اشبعت جوعته اقضیت له حاجة رواه فی الاوسط عن امیر المؤمنین عمر الفاروق الاعظم ونحوه ابوالشیخ فی الثواب و الاصبهانی فی حدیث عن ابنه عبدالله و ابن ابی الدنیا بعض اصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم۔

(الترغیب والترهیب بحواله الطبرانی فی الاوسط الترغیب فی حوائج المسلمین ،حدیث ۱۹ ،جلد۳، صفحه ۳۹۴ مصطفی البابی مصر)

سب سے افضل کام مسلمانوں کا جی خوش کرنا ہے کہ تو اس کا بدن ڈھانکے یا بھوک میں پیٹ بھرے یا اس کا کوئی کام پورا کرے

(اسے اوسط میں امیر المومنین عمر فاروق اعظم سے اور ایسے ہی ابوالشیخ نے ثواب اور اصبہانی نے اپنے بیٹے عبداللہ کی حدیث میں اور ابن ابی الدنیا نے بعض اصحاب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا)

حدیث ۳۴ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

من وافق من اخیه شهوة غفرله "رواه العقیلی والبزار والطبرانی فی الکبیر عن ابی الدراء رضی اللہ تعالیٰ عنه وله شواهد فی اللالی"

(الضعفاء الکبیر ترجمه نصر بن نجیح الباهلی ،جلد۴،صفحه ۲۹۶ ،دارالکتب العلمیه بیروت)

(مجمع الزوائد بحواله الطبرانی والبزار، کتاب الاطعمه، باب فیمن وافق من اخیه شهوة،جلد۵،صفحه۱۸ ،دارالکتاب بیروت)

یعنی جس مسلمان کا جی کسی کھانے پینے یا کسی قسم حلال چیز کو چاہتا ہوا تفاق سے دوسرا اس کے لئے وہی شیء مہیا کردے اللہ تعالیٰ عزوجل اس کے لئے مغفرت فرمادے(اسے عقیلی، بزار اور طبرانی نے کبیر میں ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور لآلی میں اس کے شواہد ہیں)

حدیث ۳۵ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

من اطعم اخاه المسلم شهوته حرمه اللہ علی النار" رواه البیهقی فی شعب الایمان عن ابی هریرة رضی اللہ تعالیٰ عنه"

(شعب الایمان ،حدیث ۲۳۸۲ ،جلد۳،صفحه ۲۲۲ ،دارلکتب العلمیه بیروت)

جو اپنے بھائی مسلمان کو اس کی چاہت کی چیز کھلائے اللہ تعالیٰ اسے دوزخ پر حرام کردے (اسے بیہقی نے شعب الایمان میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا)

حدیث ۳۶ فرماتے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

من موجبات الرحمة اطعام المسلم المسکین "رواه الحاکم وصححه ونحوه البیهقی وابواشیخ فی الثواب عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنه"

(المستدرک للحاکم، کتاب التفسیر تحت سورة البلد، جلد۲،صفحه ۵۲۴ ،دارالفکر بیروت)

(شعب الایمان،حدیث ۳۳۶۶ ،جلد۳، صفحه ۲۱۷ ،دارالکتب العلمیه بیروت)

(الترغیب والترهیب بحواله الحاکم والبیهقی،الترغیب فے اطعام الطعام،حدیث ۹ ،جلد ۲ ، صفحه ۶۴ ،مصطفی البابی مصر)

رحمت الٰہی واجب کردینے والی چیزوں میں سے غریب مسلمانوں کو کھانا کھلانا ہے(روایت کیا اسے حاکم نے اور اس کی تصحیح کی، اور ایسے ہی بیہقی اور ابوالشیخ نے ثواب میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے)

حدیث ۳۷ تا ٤٦ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

الدَّرَجاتُ اِفْشَاءُ السَّلامِ وَاِطْعَامُ الطَّعَامِ وَالصَّلَاةُ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ

اللہ عزوجل کے یہاں درجے بلند کرنے والے ہیں سلام کا پھیلانا اور ہر طرح کے لوگوں کو کھانا کھلانا اور رات کو لوگوں کے سونے میں نماز پڑھنا۔

(جامع الترمذی ،ابواب تفسیر سورۃ ص ،جلد ۲، صفحہ ۱۵۵، امین کمپنی دھلی و مسند احمد بن حنبل ، جلد ۱، صفحہ ۳٦۸)

حدیث ٤۷ فرماتے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

الکفارات اطعام وافشاء السلام والصلوٰة باللیل والناس نیام" رواه الحاکم وصحح سنده عن ابی ھریرة رضی اللہ تعالیٰ عنه"

گناہ مٹانے والے ہیں کھانا کھلانا اور سلام ظاہر کرنا اور شب کو لوگوں کے سوتے میں نماز پڑھنا (اسے حاکم نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا)

(المستدرک للحاکم، کتاب الاطعمہ فضیلة اطعام الطعام، جلد۴، صفحہ ۱۲۹ ،دارالفکر بیروت)

حدیث ٤۸ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

من اطعم اخاه حتی یشبعه وسقاه من الماء حتی یرویه باعده اللہ من النار سبع خنادق مابین کل خندقین مسیرة خمس مائة عام" رواه الطبرانی فی الکبیر عن ابوالشیخ فی الثواب والحاکم مصححا سنده والبیھقی عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما"

(الترغیب والترغیب الترغیب فی الطعام الطعام ،حدیث ۱۴ ،جلد ۲ ،صفحہ ٦۵ ،مصطفی البابی مصر)

(مجمع الزوائدبحواله الطبرانی فی الکبیر باب فیمن اطعم مسلما اوسقاه ،جلد۳،صفحہ ۱۳۰ ،دارالکتاب بیروت)

(المستدرک للحاکم، کتاب الابطعمه،فضیلة اطعام الطعام،جلد۴، صفحہ ۱۲۹ دارالفکر بیروت)

(شعب الایمان ،حدیث ۳۳٦۸،جلد۳،صفحہ۲۱۸ ،دارالکتب العلمیه بیروت)

جو اپنے مسلمان بھائی کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے پیاس بھر پانی پلائے اللہ تعالٰی اسے دوزخ سے سات کھائیاں دور کردے ہر کھائی سر دوسری تک پانچسو برس کی راہ(اسے طبرانی نے کبیر میں اور ابوالشیخ نے ثواب میں اور حاکم نے صحیح سند کے ساتھ اور بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا)

حدیث ٤۹ فرماتے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

ان اللہ عزوجل یباھی ملئکة بالذین یطعمون الطعام من عبیده "رواه ابوالشیخ عن الحسن البصری مرسلاً"

(الترغیب والترھب بحواله الشیخ فی الثواب مرسلا ،جلد ۲ ،صفحہ٦۸ ،مصطفی البابی مصر)

اللہ تعالٰی اپنے بندوں سے جو لوگوں کو کھانا کھلاتے ہیں فرشتوں کے ساتھ مباہات فرماتا ہے(کہ دیکھو فضیلت اسے کہتے ہیں) (اسے ابوالشیخ نے حسن بصری سے مرسلا روایت کیا)

حدیث ۵۰ و۵۱ فرماتے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

اَلْخَیْرُ اَسْرَعُ اِلَی الْبَیْتِ الَّذِی یُؤْکَلُ فِیهِ، مِنَ الشَّفْرَةِ اِلَی سَنَامِ الْبَعِیرِ" رواه ابن ماجة عن ابن عباس وابن ابی الدنیا عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنھم"

(سنن ابن ماجه، ابواب الالطعمه،بب الضيافة،صفحه ۲۴۹،۲۴۸ ،ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

(الترغیب والترهیب بحواله ابن ماجة وابن ابی الدنیا ،جلد۳، صفحه۳۷۲،مصطفی البابی مصر)

خیروبرکت اس گھر کی طرف جس میں لوگوں کوکھانا کھلایا جائے اس سے بھی زیادہ جلد پہنچتی ہے جتنی جلد چھری کوہان شتر کی طرف (کہ اونٹ ذبح کرکے سب سے پہلے اس کا کوہان تراشتے ہیں)(اسے ابن ماجہ نے ابن عباس سے اور ابن ابی الدنیا نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا)

حدیث ۵۲ ﴾فرماتے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

الملائکة تصل علی احمد کم مادامت مائدته موضوعة" رواه الاصبهانی عن ام المؤمنین الصدیقة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنها"

جب تک تم میں سے کسی کا دسترخوان بچھا ہے اتنی دیرفرشتے اس پر درود بھیجتے رہتے ہیں (اسے اصبہانی نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا)

(الترغیب والترهیب بحواله اصبهانی،حدیث۱۳ ،جلد۳،صفحه۳۷۲،مصطفی البابی مصر)

حدیث ۵۳ ﴾فرماتے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

الضیف یاتی یرزقه ویرتحل بذنوب القوم یمحص عنهم ذنوبهم رواه ابوالشیخ عن ابی الدرداء رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه.

(کنز العمال بحواله ابی الشیخ عن ابی الدرداء،حدیث ۲۵۸۳۵ ،جلد۹ ،صفحه۲۴۲ ،مؤسسة الرساله بیروت)

مہمان اپنا رزق لے کر آتا ہے اور کھلانے والوں کے گناہ لے کر جاتا ہے ان کے گناہ مٹا دیتا ہے (اسے ابوالشیخ نے ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا)

حدیث ۵۴ ﴾سیدنا امام حسن مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علی جدہ الکریم وعلیہ وبارک وسلم کی حدیث میں ہے

لان اطعم اخالی فی اللّٰہ لقمة احب الی من ان تصدق علی مسکین بدرهم ولان اعطی اخالی فی اللّٰہ درهما احب الی من ان تصدق علی مسکین بمائة درهم" رواه ابوالشیخ"

(الترغیب والترهیب بحواله ابی الشیخ فی الثواب حدیث ۲۴ ،جلد۲ ،صفحه۶۸ ،مصطفی البابی مصر)

بے شک میرا اپنے کسی دینی بھائی کوایک نوالہ کھلانا مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ مسکین کوایک روپیہ دوں، اور اپنے بھائی بھائی کوایک روپیہ دینا مجھے اس سے زیادہ پیارا ہے کہ مسکین کوسو روپیہ خیرات کروں (اسے ابوالشیخ نے ثواب میں امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انھوں نے اپنے نانا جان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا)

حدیث ۵۵ ﴾سیدنا امیر المومنین مولی المسلمین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ تعالیٰ وجہہ الاسنی فرماتے ہیں

لان اجمع نفرا من اخوانی علی صاع او صاعین من طعام احب الی من ادخل سوقکم فاشتری رقبة فاعتقها" رواه منه وقفا علیه رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه"

(الترغیب والترهیب بحواله ابی الشیخ فی الثواب،حدیث۲۳ ،جلد۲ ، صفحه۶۸ ، مصطفی البابی مصر)

میں اپنے چند برداران دینی کوتین سیر چھ سیر کھانے پر اکٹھا کروں تو یہ مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ تمھارے بازار میں جاؤں اور ایک غلام خرید کر آزاد کردوں (اسے ابوالشیخ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعا روایت کیا)

حدیث ۵۶ ﴾صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی یارسول اللہ! ہم کھاتے ہیں اور سیر نہیں ہوتے فرمایا اکھٹے ہوکر کھانا کھاتے ہو یا الگ الگ؟ عرض کی الگ الگ۔فرمایا

فَاجْتَمِعُوا عَلَى طَعَامِكُمْ، وَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ يُبَارَكْ لَكُمْ فِيهِ" رواه ابوداؤد ابن ماجة وحبان عن وحشی بن حرب رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه"

(سنن ابی داؤد ،کتاب الاطعمه ،باب فی الاجتماع علی الطعام،جلد۲، صفحه ۱۷۲،آفتاب عالم پریس لاهور)

(سنن ابن ماجه،ابواب الطعام،باب فی الاجتماع علی الطعام،صفحه۲۴۴،ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

جمع ہوکر کھانا کھاؤ اور اللہ تعالیٰ کا نام لو تمھارے لئے اسی میں برکت رکھی جائے گی (اسے ابوداؤد، ابن ماجہ اور حبان نے وحشی حرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا)

حدیث ۵۷ ﴾فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

كُلُوا جَمِيعًا، وَلَا تَفَرَّقُوا، فَإِنَّ الْبَرَكَةَ مَعَ الْجَمَاعَةِ" رواه ابن ماجة والعسکری فی المواعظ امیر المؤمنین عمر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه بسند حسن"

مل کر کھاؤ اور جدا نہ ہو کہ برکت جماعت کے ساتھ ہے۔(اسے ابن ماجہ اور عسکری نے مواعظ میں امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند حسن روایت کیا)

(کنز العمال بحواله العسکری فی المواعظ ،حدیث۲۳-۴۰۷۲۳ ،جلد۱۵ ،صفحه۲۳۵ ،موسسة الرساله بیروت)

حدیث ۵۸ ﴾فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

البرکة فی ثلاثة فی الجماعة أو الثرید والسحور "رواه الطبرانی فی الکبیر والبیهقی فی شعب عن سلمان رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه"

(المعجم الکبیرعن سلمان، حدیث ۶۱۲۷ ،جلد۶ ،صفحه۱۵۱ ،المکتبة الفیصلیة بیروت)

(شعب الایمان حدیث ۷۵۲۰ ،جلد۶ ،صفحه۶۸ ،دارالکتب العلمیه بیروت)

برکت تین چیزوں میں ہے مسلمانوں کے اجتماع اور طعام ثرید اور طعام سحری میں (اسے طبرانی نے کبیر میں اور بیہقی نے شعب میں سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا)

حدیث ۵۹ ﴾فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

طعام الواحد یکفی الاثنین وطعام الاثنین یکفی الاربعة ویداللّٰہ علی الجماعة "رواه البزار عن سمرة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه"

(کشف الاستار عن زوائد البزار، کتاب الاطعمه ،باب الاجتماع علی الطعام،جلد۳،صفحه۳۳۳، موسسة الرساله بیروت)

ایک آدمی کی خوراک دو کو کفایت کرتی ہے اور دو کی خوراک چار کو، اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہے۔(اسے بزار نے سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا)

حدیث ۶۰ ﴾فرماتے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ان احب الطعام الی اللّٰہ تعالیٰ ماکثرت علیه الایدی "رواه ابویعلی والطبرانی وابوالشیخ عن جابر رضی اللّٰہ تعالی عنه"

بے شک سب کھانوں میں زیادہ پیارا اللہ عزوجل کو وہ کھانا ہے جس پر بہت سے ہاتھ ہوں (یعنی جتنے آدمی مل کر کھائیں گے اتنا ہی اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہوگا)(اسے ابویعلی اور طبرانی اور ابوالشیخ نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا)

(الترغیب والترهیب بحواله ابی یعلی والطبرانی وابی الشیخ عن جابر جلد۳، صفحه ۱۳۴ ،مصطفی البابی مصر)

فائدہ ﴾امام احمد رضا محدث بریلوی نے فرمایا ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ جو مسلمان اس عمل نیک نیت پاک مال سے شریک ہوں گے انھیں کرم الٰہی وانعام حضرت رسالت پناہی تعالیٰ ربہ وتکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ۲۵ فائدے ملنے کی امید ہے

(۱) باذنہٖ تعالیٰ بری موت سے بچیں گے (حدیث ۱،۲،۳،۴،۵،۶،۱۹،۲۱،۲۲،۲۷،۲۸، گیارہ حدیثیں) ستر دروازے بری موت کے بند ہوں گے۔

(۲) عمریں زیادہ ہوں گی (حدیث ۳، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۴، ۲۸، نو حدیثیں)

(۳) ان کی گنتی بڑھے گی (حدیث ۲۵) یہ تین فائدے خاص دفع وبا سے متعلق ہیں۔

(۴) رزق کی وسعت مال کی کثرت ہوگی (حدیث ۱۳، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۵ چھ حدیثیں) اس کی عادت سے کبھی محتاج نہ ہوں گے (حدیث ۲۵)

(۵) خیر و برکت پائیں گے (حدیث ۵۰، ۵۱، ۵۶، ۵۷، ۵۸، پانچ حدیثیں) یہ دونوں فائدے دفع قحط سے متعلق ہیں۔

(۶) آفتیں بلائیں دور ہوں گی (حدیث ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۲۷ سات حدیثیں)

بری قضا ٹلے گی (حدیث ۲) ستر دروازے برائی کے بند ہوں گے (حدیث ۷) ستر قسم کی بلا دور ہوگی حدیث (۶)

(۷) ان کے شہر آباد ہوں گے (حدیث ۲۶)

(۸) شکستہ حال دور ہوگی (حدیث ۱۳)

(۹) خوف اندیشہ زائل اور اطمینان خاطر حاصل ہوگا۔ (حدیث ۱۹)

(۱۰) عدد الٰہی شامل حال ہوگی (حدیث ۱۳، ۵۹، دو حدیثیں)

(۱۱) رحمت الٰہی ان کے لئے واجب ہوگی۔ (حدیث ۳۶)

(۱۲) ملائکہ ان پر درود بھیجیں گے۔ (حدیث ۵۲)

(۱۳) رضائے الٰہی کے کام کریں گے (حدیث ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۶۰ پانچ حدیثیں)

(۱۴) غضب الٰہی ان پر سے زائل ہوگا (حدیث ۱)

(۱۵) ان کے گناہ بخش جائیں گے۔ (حدیث ۴، ۵، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۲۹، ۳۴، ۴۷، ۵۳، گیارہ حدیثیں) مغفرت ان کے لئے واجب ہوگی (حدیث ۲۹) ان کے گناہوں کی آگ بجھ جائے گی (حدیث ۴، ۵، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷ اچھ حدیثیں) یہ دس فائدے دفع قحط دوبا ہر گونہ امراض وبلا وقضائے حاجات وبرکات وسعادات کو مفید ہیں۔

(۱۶) خدمت اہل دین میں صدقے سے بڑھ کر ثواب پائیں گے۔ (حدیث ۵۴)

(۱۷) غلام آزاد کرنے سے زیادہ اجر لیں گے۔ (حدیث ۵۵)

(۱۸) ان کے ٹیڑھے کام درست ہوں گے۔ (حدیث ۲)

(۱۹) آپس میں محبتیں بڑھیں گے جو ہر خوبی کی منبع ہیں۔ (حدیث ۲۳)

(۲۰) تھوڑے صرف میں بہت کا پیٹ بھرے گا کہ تنہا کھاتے تو دونا اٹھتا (حدیث ۵۹) ''وفیہ احادیث لم نذکرھا'' (اس بارے میں اور بھی احادیث ہیں جن کو ہم نے ذکر نہیں کیا)

(۲۱) اللہ عزوجل کے حضور درجے بلند ہوں گے (حدیث ۳۷ تا ۴۶ دس حدیثیں)

(۲۲) مولیٰ تبارک وتعالیٰ ملائکہ سے ان کے ساتھ مباہات فرمائے گا (حدیث ۴۹)

(۲۳) روزِ قیامت دوزخ سے امان میں رہیں گے (حدیث ۲، ۳۵، ۴۸، تین حدیثیں ہیں)

آتش دوزخ ان پر حرام ہوگی (حدیث ۳۵)

(۲۴) آخرت میں احسان الٰہی سے بہرہ مند ہوں گے کہ نہایت مقاصد وغایت مرادات ہے (حدیث ۲۷، ۲۸)

(۲۵) خدا نے چاہا تو اس مبارک گروہ میں ہوں گے جو حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعل اقدس کے تصدق میں سب سے پہلے داخل جنت

ہے۔(حدیث ۲۸)

اللہ اکبر،غور کیجئے بحمد اللہ کیسا نسخہ جلیلہ جمیلہ، جامعہ، کافیہ، شافیہ، صافیہ، وافیہ ہے کہ ایک مفرد دوا اور اس قدر منافع جانفزا۔

طریقہ عجیبہ علماء تو بفرض حصول شفاء ودفع بلا متفرق اشیاء جمع فرماتے ہیں کہ اپنی زوجہ کہ اس کا مہر کل یا بعض دے وہ اس میں سے کچھ بطیّب خاطر اسے ہبہ کردے ان داموں کو شہد وروغن زیتون خریدے بعض آیات قرآنیہ خصوصا سورۃ فاتحہ اور آیات شفا رکابی میں لکھ کر آب باراں اور وہ نہ ملے تو آبِ دریا سے دھوئے، قدرے وہ روغن وشہد ملا کر پئے، بعونہٖ تعالیٰ ہر مرض سے شفا پائے کہ اس نے دو شفائیں قرآن وشہد، دو برکتیں باران وزیت اور ہنی ومری زر موہوب مہر پانچ چیزیں جمع کیں۔

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ○ (پارہ ۱۵، سورۂ بنی اسرائیل، آیت ۸۲)

اور ہم قرآن میں اتارتے ہیں وہ چیز جو ایمان والوں کے لئے شفاء اور رحمت ہے۔

فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ۔ (پارہ ۱۴، سورۂ النحل، آیت ۶۹)

جس میں لوگوں کی تندرستی ہے۔

وَ نَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا۔ (پارہ ۲۶، سورۂ ق، آیت ۹)

اور ہم نے آسمان سے برکت والا پانی اتارا۔

شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ۔ (پارہ ۱۸، سورۂ النور، آیت ۳۵)

برکت والے پیڑ زیتون سے۔

فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْٓــًٔا مَّرِيْٓــًٔا ○ (پارہ ۴، سورۂ النساء، آیت ۴)

پھر اگر وہ اپنے دل کی خوشی سے مہر میں سے تمہیں کچھ دے دیں تو اسے کھاؤ رچتا پچتا۔

ان مبارک ترکیبوں کی طرف حضرت امیر المومنین مولی المسلمین علی مرتضی شیر خدا مشکل کشا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی وحضرت سیدنا عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہدایت فرمائی ابن ابی حاتم اپنی تفسیر میں بسند حسن حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ سے روای کہ انھوں نے فرمایا

اذا اشتکی احدکم فلیستوهب من امرأته من صداقها درهما فلیشتربه عسلا ثم یأخذ ماء السماء فیجمع هنیئا مریئا مبارکا ۔

(تفسیر القرآن العظیم لابن ابی حاتم تحت آیة" فَكُلُوْهُ هَنِيْٓــًٔا مَّرِيْٓــًٔا"جلد۳، صفحه ۸۶۲،مکتبه بزار مصطفی البارمکة المکرمة)

(المواهب اللدنیه بحواله ابن ابی حاتم فی التفسیر ،المقصد الثامن الفصل الاول النوع الثانی، جلد۳، صفحه ۴۷۹،المکتب الاسلامی بیروت)

جب تم میں کوئی بیمار ہوتو اسے چاہئے اپنی عورت سے اس کے مہر میں سے ایک درہم ہبہ کرائے اس کا شہد مول لے پھر آسمان کا پانی لے کر رچتا پچتا برکت والا جمع کرے گا۔

ایک بار فرمایا

اذا اراد احد کم الشفاء فلیکتب اية من کتاب الله فی صحفة ولیغسلها بماء السماء ولیاخذ من امرأته درهما عن طیب نفس منهما فلیشتربه عسلا فلیشر به فانه شفاء " ذکره الامام القسطلانی فی المواهب اللدینة"

(المواهب اللدنیه بحواله ابن ابی حاتم فی التفسیر ،المقصد الثامن الفصل الاول النوع الثانی، جلد۳، صفحه ۴۷۹،المکتب

الاسلامی بیروت)

جب تم میں سے کوئی شخص شفا چاہے تو قرآن عظیم کی کوئی آیت رکابی مکیں لکھے اور آب باراں سے دھوئے اور اپنیعورت سے ایک درہم اس کی خوشی سے لے اس کا شہد خرید کر پیئے کہ بیشک شفا ہے۔(امام قسطلانی نے مواہب اللدنیہ میں اسے ذکر کیا ہے)

حکایت ﴾شرح مواہب میں ہے

مرض عوف بن مالک الاشجعی الصحابی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه فقال ائتونی بماء فان اللّٰہ تعالیٰ یقول ونزلنا من السماء ماء مبارکا، ثم قال ائتونی بعسل وتلا، الآیة فیه شفاء اللناس ثم قال ائتونی بزیت وتلا من شجرة مبرکة فخلط ذٰلک بعضه ببعض شربه فشفاء ۔(شرح الزرقانی علی المواهب اللدنیه ،المقصد الثامن الاول ،جلد۷ ،صفحه ۱۲۳ ،دارالمعرفة بیروت)

عوف بن مالک اشجعی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ علیل ہوئے ،فرمایا پانی لاؤ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے اتارا آسمان سے برکت والا پانی، پھر فرمایا شہد لاؤ۔ اور آیت پرھ کہ اس میں شفا ہے لوگوں کے لئے پھر فرمایا روغن زیتون لاؤ اور آیت پڑھی کہ برکت والے پیڑ سے پھر ان سب کو ملا کر نوش فرمایا شفا پائی۔

توجب متفرقات کا جمع کرنا جائز و نافع ہے تو یہ ایک ہی دوا سب خوبیوں کی جامع ہے

حکایت ﴾اس کی کامل نظیر نسخہ امام اجل حضرت سیدنا عبداللہ بن مبارک شاگرد رشید حضرت امام الائمہ سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما و نسخہ جلیلہ رؤیائے حضور پر نور سید المرسلین رحمۃ العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔علی بن حسین بن شقیق کہتے ہیں میرے سامنے ایک شخص نے امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عرض کی اے عبدالرحمٰن !سات برس سے میرے ایک زانوں میں پھوڑا ہے قسم قسم کے علاج کئے طبیبوں سے رجوع کی کچھ نفع نہ ہوا۔فرمایا

اذهب فانظر موضعا یحتاج الناس الی الماء فاحفر هناک بئرا فانی ارجوا ان تنبع لک هناک عین ویمسلک عنک الدم، ففعل الرجل فبرأ''رواه الامام البیهقی عن علی قال سمعت ابن المبارک وسئله الرجل فذکره''

(شعب الایمان ،حدیث ۳۳۸۱،جلد۳،صفحه ۲۲۱ ،دارالکتب العربی بیروت)

جا ایسی جگہ دیکھ جہاں لوگوں کو پانی کی حاجت ہو وہاں ایک کنواں کھود اور (براہ کرامت یہ بھی)ارشاد فرمایا کہ میں امید کرتا ہوں کہ وہاں تیرے لئے ایک چشمہ نکلے گا اور تیرا یہ خون بہنا تھم جائے گا،اس شخص نے ایسا ہی کیا اور اچھا ہو گیا۔

(اسے امام بیہقی نے علی سے روایت کیا فرمایا میں نے ابن مبارک سے سنا ان سے ایک شخص نے سوال کیا تو انھوں نے اس حدیث کو ذکر کیا)

امام بیہقی فرماتے ہیں اسی قبیل سے ہمارے استاد ابوعبداللہ حاکم (صاحب مستدرک کی حکایت ہے)ان کے منہ پر پھوڑے نکلے،طرح طرح کے علاج کئے نہ گئے،قریب ایک سال کے اس حال میں گزرا انھوں نے ایک جمعہ کو امام استاذ ابوعثمان صابونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ان کی مجلس میں دعا کی درخواست کی۔ امام نے دعا فرمائی اور حاضرین نے بکثرت آمین کہی،دوسرا جمعہ ہوا کسی بی بی نے ایک رقعہ مجلس میں ڈال دیا اس میں لکھا تھا کہ میں اپنے گھر پلٹ کر گئی اور شب کو ابوعبداللہ حاکم کے لئے دعا میں کوشش کی میں خواب میں جمال جہاں آرائے حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئی گویا مجھے ارشاد فرماتے ہیں "**قولی لابی عبداللّٰہ یوسع الماء علی المسلمین** "(ابوعبداللہ سے کہہ مسلمانوں پر پانی کی وسعت کرے)امام بیہقی فرماتے ہیں وہ رقعہ اپنے استاد حاکم کے پاس لے گیا انھوں نے انے دروازے پر ایک سقایہ بنانے کا حکم دیا۔جب بن چکا اس میں پانی بھروادیا اور برف ڈالی اور لوگوں نے پینا شروع کیا ایک ہفتہ نہ گزرا تھا کہ شفاء ظاہر ہوئی پھوڑے جاتے رہے چہرہ اس اچھے سے اچھے حال پر ہو گیا جیسا کبھی نہ تھا۔اس کے بعد برسوں زندہ رہے۔(شعب الایمان تحت حدیث ۳۳۸۱،جلد۳،صفحہ۲۲۲،دارالکتب العلمیہ بیروت)

اس پاک مبارک عمل میں چند باتوں کا لحاظ واجب جانیں کہ ان منافع جلیلہ دنیا و آخرت سے بہرہ مند ہوں۔

(۱) تصحیح نیت کہ آدمی کی جیسی نیت ہوتی ہے ویسا ہی پھل جاتا ہے نیک کام کیا اور نیت بری تو وہ کچھ کام نہیں

إنّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ (اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے)

(صحیح البخاری، باب کیف کان بدؤ الوحی، جلد ۱، صفحہ ۲، قدیمی کتب خانہ کراچی)

تو لازم کہ ریا یا ناموری وغیرہ اغراض فاسدہ کو اصلا دخل نہ دیں ورنہ نفع درکنار نقصان کے سزاوار ہوں گے۔ والعیاذ باللہ تعالٰی

(۲) صرف اپنے سر سے بلا ٹالنے کی نیت نہ کریں کہ جس نیک کام میں چند طرح کے اچھے مقاصد ہوں اور آدمی ان میں ایک ہی کی نیت کرے تو اسی لائق ثمرہ کا مستحق ہوگا

إنّمَا لِكُلِّ امْرِءٍ مَا نَوٰى (ہر شخص کو وہی حاصل ہوگا جس کی وہ نیت کرے)

(صحیح البخاری، باب کیف کان بدؤ الوحی، جلد ۱، صفحہ ۲ قدیمی کتب خانہ کراچی)

جب کام کچھ بڑھتا نہیں صرف نیت کر لینے میں ایک نیک کام کے دس ہو جاتے ہیں تو ایک ہی نیت نہ کرنا کیسی حماقت اور بلاوجہ اپنا نقصان ہے۔ ہم اوپر اشارہ کر چکے ہیں کہ اس عمل میں کتنی نیکیوں کی نیت ہو سکتی ہے ان سب کا قصد کریں کہ سب کے منافع پائیں بلکہ حقیقتاً اس عمل سے بلا ٹلنا بھی انہی نیتوں کا پھل ہے جیسا کہ ہم نے احادیث سے روشن کر دیا تو بغیر ان نیتوں اعنی صدقہ فقراء و خدمت صلحا و صلہ رحم و احسان جار وغیرہ مذکورات کے بلا ٹلنے کی خالی نیت پوست بے مغز ہے۔

(۳) اپنے مال کی پاکی میں حد درجہ کی کوشش بجالائیں کہ اس کام میں پاک رہی مال لگایا جائے اللہ عزوجل پاک ہے پاک ہی کو قبول فرماتا ہے

الشیخان ولانسائی والترمذی وابن ماجۃ وابن خزیمۃ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ تعالٰی علیہ وسلم لا يَقْبَلُ اللّٰهُ إِلَّا الطَّيِّبَ" ھو قطعہ حدیث وفی الباب عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما"

(صحیح البخاری، کتاب الزکوٰۃ، جلد ۱، صفحہ ۱۸۹)

(صحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ، جلد ۱، صفحہ ۳۲۶)

(جامع الترمذی، کتاب الزکوٰۃ، جلد ۱، صفحہ ۸۴)

(سنن ابن ماجہ، کتاب الزکوٰۃ، صفحہ ۱۳۳)

شیخین، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ اور ابن خزیمہ نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت فرمایا اللہ تعالٰی قبول نہیں کرتا مگر پاک کو یہ حدیث کا ایک ٹکڑا ہے اور اس باب میں ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے بھی حدیث مروی ہے۔

ناپاک مال والوں کو یہ رونا کیا تھوڑا ہے کہ ان کا صدقہ خیرات، فاتحہ، نیاز کچھ قبول نہیں والعیاذ باللہ تعالٰی۔

(۴) زنہار زنہار ایسا نہ کر کہ کھاتے پیوکہ بلائیں محتاجوں کو چھوڑیں کہ زیادہ مستحق وہی ہیں اور انھیں اس کی حاجت ہے تو ان کا چھوڑنا انھیں ایذا دینا اور دل دکھانا ہے۔ مسلمانوں کی دل شکنی معاذ اللہ وہ بلائے عظیم ہے کہ سارے عمل کو خاک کر دے گی۔ ایسے کھانے کو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے سب سے بدتر کھانا فرمایا کہ پیٹ بھرنے بلائے جائیں جنھیں پرواہ نہیں اور بھوکے چھوڑ دئے جائیں جو آنا چاہتے ہیں۔

مسلم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم "شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيمَةِ، يُمْنَعُهَا مَنْ يَأْتِيهَا، وَيُدْعَى إِلَيْهَا مَنْ يَأْبَاهَا"[۱] وللطبرانی فی الکبیر والدیلمی فی مسند الفردوس بسند حسن عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بلفظ یدعی الیہ الشعبان ویحبس عنہ الجائع [۲] وفی الباب غیرھما.

([۱]صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب الامر باجابۃ الداعی الی دعوۃ، جلد ۱، صفحہ ۴۶۳، قدیمی کتب خانہ کراچی)

([۲]المعجم الکبیر، حدیث ۱۲۷۵۴، جلد ۱۲، صفحہ ۱۵۹، المکتبہ الفیصلیہ بیروت)

(الفردوس بمأثور الخطاب، حدیث ۳۶۶۱، جلد ۲، صفحہ ۲۷۳، دار الکتب العلمیہ بیروت)

مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بدترین کھانا اس دعوت ولیمہ کا کھانا ہے کہ جو اس میں آنا چاہتا ہے اسے روک دیا جاتا ہے اور جو نہیں آنا چاہتا اسے بلایا جاتا ہے۔ طبرانی نے کبیر میں اور دیلمی نے مسند الفردوس میں سند حسن کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے واسطہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی اس لفظ سے نقل کیا کہ سیر شدہ کو دعوت دی جائے اور بھوکے کو روکا جائے اس باب میں دوسروں نے بھی احادیث روایت کی ہیں۔

(۵) فقراء کہ آئیں کہ ان کی مدارات وخاطر داری میں سعی جمیل کریں اپنا احسان ان پر نہ رکھیں بلکہ آنے میں ان کا احسان اپنے اوپر جانیں کہ وہ اپنا رزق کھاتے اور تمھارے گناہ مٹاتے ہیں اٹھانے بٹھانے بلانے کھلانے کسی بات میں برتاؤ ایسا نہ کریں جس سے ان کا دل دکھے کہ احسان رکھنے ایذا دینے سے صدقہ بالکل اکارت جاتا ہے۔

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوٰلَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًی لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ o قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَیْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ یَّتْبَعُهَآ اَذًی وَاللّٰهُ غَنِیٌّ حَلِیْمٌ o یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰی كَالَّذِیْ یُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ الایة. (پارہ ۳، سورۃ البقرہ، آیت ۲۶۲ تا ۲۶۴)

وہ جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر دیے پیچھے نہ احسان رکھیں نہ تکلیف دیں ان کا نیگ ان کے رب کے پاس ہے اور انہیں نہ کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم۔ اچھی بات کہنا اور درگزر کرنا اس خیرات سے بہتر ہے جس کے بعد ستانا ہو اور اللہ بے پرواہ حلم والا ہے۔ اے ایمان والو اپنے صدقے باطل نہ کر دو احسان رکھ کر اور ایذا دے کر اس کی طرح جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لئے خرچ کرے۔

ان سب باتوں کے لحاظ کے ساتھ اس عمل کو ایک ہی بار نہ کریں بار بار بجالائیں کہ جتنی کثرت ہوگی اتنی ہی فقراء وغربا کی منفعت ہوگی اتنی اپنے لئے و دنیاوی وجسمی وجانی رحمت وبرکت ونعمت وسعادت ہوگی خصوصاً ایام قحط میں تو جب تک عیاذ باللہ قحط رہے روزانہ ایسا ہی کرنا مناسب کہ اس میں نہایت سہل طور پر غرباء ومساکین کی خبر گیری ہو جائے گی اپنے کھانے میں ان کا کھانا بھی نکل جائے گا، دیتے ہوئے نفس کو معلوم بھی نہ ہوگا اور جماعت کی وجہ سے سو کا کھانا دو سو کو کفایت کرے گا۔ قحط عام الرماد میں حضرت سیدنا امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا قصد ظاہر فرمایا۔

(از امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اسی دوران (طوفانِ وباء) غرباء، مساکین اور مدارس اسلامیہ کے طلبہ وفقراء اور حاجت مندوں کو بہترین اور زیادہ سے زیادہ طعام پکا کر کھلایا جائے یا ان کے ہاں پہنچایا جائے اور ان سے دعاؤں کی درخواست کی جائے۔ اللہ تعالیٰ کو اس کارگزاری پر رحم آئے گا تو یہ آفت ومصیبت ٹال دے گا۔

باب ۳

چونکہ طاعون ووباء کے دوران عوام بلکہ خواص بھی ہراساں ہو جاتے ہیں انہیں شرعی احکام کی طرف توجہ نہیں رہتی۔ فقیر اس باب میں مسائل واحکام ودیگر مفید امور عرض کرتا ہے۔

مسئلہ جس علاقہ یا بستی میں طاعون ہو اور وہ وہاں مقیم ہے وہاں سے صرف طاعون بھاگنا گناہِ کبیرہ ہے۔

اَلْفَارُّ مِنَ الطَّاعُوْنِ كَالْفَارِّ مِنَ الزَّحْفِ

(مسند احمد بن حنبل، عن عائشه صدیقه رضی الله تعالیٰ عنها، جلد ۶، صفحه ۸۲، ۱۴۵، ۱۵۵، المکتب الاسلامی بیروت)

طاعون سے بھاگنے والا ایسا ہی ہے جیسے جہاد میں کافر کو پیٹھ دے کر بھاگنے والا۔

یعنی جس طرح میدانِ جہاد میں کفار کے خوف سے میدان چھوڑ کر بھاگ جانا کبیرہ گناہ ہے یونہی طاعون کے خطرہ سے جان بچانے کی غرض سے اس علاقہ یا

بستی کو چھوڑ کر چلا جانا کبیرہ گناہ ہے۔
چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جہاد میں کفار کو پیٹھ دے کر بھاگنے والے کی نسبت فرمایا ہے
فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللهِ وَمَاْوٰيهُ جَهَنَّمُ ط وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ٥ (پارہ۹،سورۃ الانفال،آیت۱۶)
وہ اللہ کے غضب میں پلٹا اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور کیا بُری جگہ ہے پلٹنے کی۔
فائدہ علماء کرام نے طاعون سے بھاگنے کو کبائر میں شمار کیا ہے چنانچہ امام ابن حجر مکی زواجر عن اقتراف الکبائر میں فرماتے ہیں
الكبيرة التاسعة والتسعون بعد الثلثمائة الفرار من الطاعون .
تین سو کبیرہ گناہوں کے بعد ننانوے نمبر پر طاعون سے بھاگنا کبیرہ گناہ ہے۔
(الزواجر لابن حجر مكى ،الكبيرة التاسعة والتسعون بعد الثلاثمائة،جلد۲ ، صفحه۲۸۵ ، دار الفكر بيروت)
اسی میں بعد ذکر حدیث مذکور بتخریج ترمذی وابن حبان وغیرہما فرمایا
القصد بهٰذا التشبيه انما هو زجر الفار والتغليظ عليه حتى ينزجرو لايتم ذٰلک الا ان كان كبيرة كالفرار من الزحف.
(الزواجر لابن حجر مكى ،الكبيرة التاسعة والتسعون بعد الثلاثمائة، جلد۲، صفحه ۲۸۸ دارالفكر بيروت)
اس تشبیہ سے مقصود بھاگنے والے کو زجر و توبیخ اور اس پر سختی کرنا ہے تاکہ وہ باز آجائے اور یہ مقصد اسی وقت پورا ہوگا جبکہ میدانِ جنگ سے بھاگنے کی طرح طاعون سے بھاگنا بھی گناہ کبیرہ ہے۔
حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں
ضابطه در وباء ہمیں ست که درانجاکه ہست نباید رفت وازانجاکه باشد نباید گریخت اگرچه گریختن دربعض مواضع مثل خانه که درو یے زلزله شده یاآتش گرفته یانشستن در زیردیوار یے کم خم شده نزد غلبه ظن بہلاك آمده است امادرباب طاعون جزصبر نیامده مگرگریختن تجویزنیافته وقیاس ایں برآں مردود وفاسد است که آنہا از قبیل اسباب عادیه اند وایں از اسباب وہمی وبرہر تقدیرگریختن ازانجاجائزنیست وہیچ جا وارد نشده وہرکه بگریز وعاصی ومرتکب کبیره ومردودست نسأل اللّٰہالعافية
(اشعة اللمعات شرح مشكوٰة، كتاب الجنائز ، باب عيادة المريض، جلد ا ، صفحه۶۳۹ ، مكتبه نوريه رضويه سكهر)
وباء میں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جہاں ہو (یعنی جہاں وباء پھوٹ پڑے) وہاں نہ جائے اور جس جگہ بندہ موجود ہو اور وہاں وباء کی صورت بن جائے تو وہاں سے نہ بھاگے اگرچہ بعض مقامات مثلاً وہ گھر جو زلزلے کا شکار ہورہا ہو یا جس میں آگ لگ گئی ہو یا گرنے والی دیوار کے نیچے کھڑا ہو تو ان تمام مقامات سے ہلاکت کے غالب گمان وامکان کے پیش نظر بھاگ جانے کی اجازت ہے۔لیکن طاعون کے باب میں سوائے صبر کے کچھ نہیں کرنا چاہئے، لہٰذا وہاں سے بھاگنے کی تجویز نہیں دی گئی۔
پس اس کو اس پر قیاس کرنا مردود اور فاسد ہے کہ وہ اسباب عادیہ کے قبیل سے ہے اور یہ اسباب تو ہم سے ہے بہر حال اس جگہ سے بھاگنا جائز نہیں اور یہ کسی جگہ وارد نہیں ہوا لہٰذا جو کوئی (اس سے) بھاگے تو گناہگار ہوگا اور مرتکب کبیرہ اور مردود ہوگا۔ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت چاہتے ہیں۔
شرح مشکوٰۃ علامہ طیبی میں زیر حدیث مذکور ہے
شبه به اى بالفرار من الزحف فى ارتكاب الكبيرة .

(شرح الطیبی علی مشکوٰۃ المصابیح ،کتاب الجنائز ،عیادۃ المریض،جلد۳،صفحہ۳۲۲،ادارۃ القرآن کراچی)
جنگ سے بھاگ جانے کے ساتھ طاعون سے بھاگ جانے کو تشبیہ ارتکاب کبیرہ کی وجہ دی گئی۔
سوال طاعون سے بھاگنے کو جہاد سے بھاگنے کے ساتھ تشبیہ کس وجہ سے ہے؟
الجواب جیسے جہاد سے بھاگنے والا قابلِ معافی نہیں یہ بھی بلاتوبہ قابلِ معافی نہیں۔
شرح مؤطا میں ہے
قال ابن خزیمة انه من الکبائر التی یعاقب اللّٰہ تعالیٰ علیها ان لم یعف۔
(شرح الزرقانی مؤطا الامام مالک ،باب ماجاء فی الطاعون تحت حدیث ۱۷۲۲ ،جلد۴، صفحہ۲۴۲، دار المعرفة بیروت)
محدث ابن خزیمہ نے فرمایا طاعون سے بھاگ جانا ان کبیرہ گناہوں میں سے ہے کہ جن پر اللہ تعالیٰ عذاب دیتا ہے جبکہ وہ معاف نہ فرمائے۔
مسئلہ صغیرہ پر اصرار اسے کبیرہ کر دیتا ہے اور کبیرہ پر اصرار اور سخت تر کبیرہ ہے۔حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں
لاصغیرة مع الاصرار" رواه فی مسندالفردوس عن ابن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنهما"
(الفردوس بمأثور الخطاب،حدیث ۷۹۴۴، عن ابن عباس، جلد۵،صفحہ۱۹۹ ، دارالکتب العلمیه بیروت)
کوئی گناہ اصرار کے بعد صغیرہ نہیں رہتا۔(محدث دیلمی نے مسندالفردوس میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حوالے سے اسے روایت کیا ہے)
مسئلہ جیسے طاعون سے بھاگنا کبیرہ گناہ ہے یونہی کسی دوسرے کو طاعون سے فرار کی ترغیب دینے والا بھی کبیرہ گناہ کا مرتکب ہے بلکہ فرار کی ترغیب دینے والا فرار کرنے والے سے اشد وبال میں ہے نفس گناہ میں احکام الٰہیہ سے معارضہ ومخالفت کی وہ شان نہیں جو برعکس حکم شرع نہی عن المعروف وامر بالمنکر میں ہے۔
اللہ عزوجل فرماتا ہے
اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْ بَعْضٍ ۘ یَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ ۔(پارہ۱۰،سورۃ التوبۃ،آیت ۶۷)
منافق مرد اور منافق عورتیں ایک تھیلی کے چٹے بٹے ہیں بُرائی کا حکم دیں اور بھلائی سے منع کریں۔
وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ۘ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۔(پارہ۱۰،سورۃ التوبۃ،آیت ۷۱)
اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں بھلائی کا حکم دیں اور بُرائی سے منع کریں۔
گنہگار اپنی جان کو گرفتار عذاب کرتا ہے اور گناہ کی ترغیب دینے والا خود عذاب میں پڑا اور دوسرے کو بھی عذاب میں ڈالنا چاہتا ہے جتنے اس کی بات پر چلتے ہیں سب کا وبال اُن سب پر اور اُن کے برابر اس اکیلے پر ہوتا ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں
مَنْ دَعَا إِلَى هُدًى، كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أُجُورِ مَنْ تَبِعَهُ، لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا، وَمَنْ دَعَا إِلَى ضَلَالَةٍ، كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ تَبِعَهُ، لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ آثَامِهِمْ شَيْئًا." رواه الائمة احمد والستة الا البخاری عن ابی هریرة رضی اللّٰہ تعالی عنه"
(مسنداحمد بن حنبل ،عن ابی هریرة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه،جلد۲ ، صفحہ۲۹۷ ،المکتب الاسلامی بیروت)

(صحیح مسلم ،کتاب العلم،باب من سنّ سنة حسنة ،جلد۲ ، صفحه ۳۴۱،قدیمی کتب خانه کراچی)
(سنن ابی داؤد،کتاب السنة ،جلد۲ ،صفحه۲۷۹ و جامع الترمذی،ابواب العلم ،جلد۲ ،صفحه۹۲)
(سنن ابن ماجه،باب من سنّ سنة الخ ،صفحه۱۹)

جوسیدھے راستے کی طرف بلائے جتنے اس کی پیروی کریں سب کے برابر ثواب پائے اوران کے ثوابوں میں کچھ کمی نہ ہواور جوگمراہی کی طرف بلائے جتنے اس کے کہے پرچلیں سب کے برابراس پر گناہ ہواوران کے گناہوں میں کچھ کمی نہ ہو۔(ائمہ کرام مثلاً امام احمد نے اور بخاری کے علاوہ ائمہ ستہ (مسلم، ابوداؤد،ترمذی،ابن ماجہ اورنسائی) نے اسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے روایت کیا ہے)

نکتہ ﴾کسی کام کی ترغیب دلانے والا ایک طرح کا گویا ترغیب کا امام ہے جیسے نماز کا امام ہوتا ہےاور فاسق کوامام بنانا مکروہ تحریمی ہے یعنی یہ مسلم ہے کہ جب طاعون سے فرار کبیرہ ہےتو لوگوں کواس کی ترغیب دینی سخت تر کبیرہ ،اور دونوں فاسق ہیں،اور غالبًا اعلان بھی نقد وقت اور فاسق معلن کوامام بنانا گناہ اوراس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی۔

غنیّۃ میں ہے

لوقدموا فاسقا یاثمون.

(غنیه المستملی شرح منیة المصلّی، فصل فی الامامة وفیها مباحث ،صفحه ۵۱۳،سهیل اکیڈمی لاهور)

اگرلوگ فاسق کو(امامت کے لئے) آگے کریں توسب گناہگار ہوں گے۔

ردالمحتار میں ہے

فِی تَقْدِیمِهِ لِلْإِمَامَةِ تَعْظِیمَهُ ، وَقَدْ وَجَبَ عَلَیْهِمْ إهَانَتُهُ شَرْعًا ، وَلَا یَخْفَی أَنَّهُ إذَا کَانَ أَعْلَمَ مِنْ غَیْرِهِ لَا تَزُولُ الْعِلَّةُ ، فَإِنَّهُ لَا یُؤْمَنُ أَنْ یُصَلِّیَ بِهِمْ بِغَیْرِ طَهَارَةٍ فَهُوَ کَالْمُبْتَدِعِ تُکْرَهُ إمَامَتُهُ بِکُلِّ حَالٍ ، بَلْ مَشَی فِی شَرْحِ الْمُنْیَةِ عَلَی أَنَّ کَرَاهَةَ تَقْدِیمِهِ کَرَاهَةُ تَحْرِیمٍ لِمَا ذَکَرْنَا .

(ردالمحتار ،کتاب الصلوٰة، باب الامامة ،جلد۱ ، صفحه ۳۷۶،داراحیاء التراث العربی بیروت)

اس لئے کہ اس کوامامت کے لئے آگے کرنے میں اس کی تعظیم ہے حالانکہ لوگوں پر شرعاً اس کی توہین وتذلیل واجب ہےلہٰذا وہ بدعتی کی طرح ہے ہرحال میں اس کی امامت مکروہ ہے بلکہ شرح منیہ میں یہ بیان کیا گیا کہ اس کے آگے کرنے میں جوکراہت ہے وہ کراہت تحریمی ہےاس وجہ سے جوہم نے بیان کردی۔

مسئلہ ﴾طاعون سے بھاگنے والے کواچھا سمجھنے والا بھی مجرم ہے کیونکہ طاعون سے فرار کوجواحسن سمجھتا ہےاگر جاہل ہےاوراسے معلوم نہیں کہ احادیث صحیحہ اس کی تحریم میں وارد ہیں اسے تفہیم کی جائے اوراگر دانستہ حدیثوں کا انکار کرتا ہےتو صریح گمراہ ہے۔

شرح موطا للعلامۃ الزرقانی میں زیرحدیث عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ دربارۂ طاعون ہے

فیه دلیل قوی علی وجوب العمل بخبر الواحد لانه کان بمحضر جمع عظیم من الصحابة فلم یقولوا لعبدالرحمٰن انت واحد وانما یجب قبول خبرالکافة، ماا ضل من قال بهذا والله تعالیٰ یقول ان جاء کم فاسق بنبا فتبیّنوا وقرء فتثبتوا فلو کان العدل اذاجاء بنبأ تثبت فی خبره ولم ینفذ لاستوی مع الفاسق وهذا خلاف القراٰن ام نجعل المتقین کالفجار قاله ابن عبدالبر۔

(شرح الزرقانی علی مؤطا الامام مالک ،باب ماجاء فی الطاعون،جلد۴، صفحه ۲۳۸،دارالمعرفة بیروت)

اس میں قوی دلیل ہے کہ خبر واحد پرعمل کرنا واجب ہے(کیونکہ عبدالرحمٰن ابن عوف کا حدیث طاعون بیان فرمانا) صحابہ کرام کی ایک عظیم جماعت کی موجودگی

میں تھا، پھر کسی نے حضرت عبدالرحمٰن سے یہ نہیں کہا کہ تم ایک اکیلے بیان کر رہے ہو (لہٰذا تمہارے اکیلے پن کے باعث تمہاری بات پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا) لہٰذا پوری جماعت کی خبر قبول کرنا واجب اور ضروری ہے، پس جس کسی نے یہ کہا وہ کس قدر بھٹک گیا اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اگر تمہارے پاس کوئی فاسق کوئی خبر لائے تو خوب تحقیق کرلیا کرو، اور یوں بھی پڑھا گیا'' فتثبتـوا'' یعنی ثابت قدم اور مضبوط ہو جایا کرو (یعنی اس کی خبر میں توقف کیا کرو تا کہ پتہ چل جائے) پھر اگر کوئی عادل خبر لائے تو تو اس خبر میں ثابت قدم رہے لیکن اس کی خبر نافذ نہ ہو تو وہ فاسق (غیر معتبر) کے ساتھ برابر ہو جائے گا حالانکہ یہ بات نص قرآن کے خلاف ہے، چنانچہ ارشاد ربانی ہے'' کیا ہم پرہیزگاروں کو فاجروں کے برابر کر دیں گے؟'' چنانچہ علامہ ابن عبدالبر نے یہی فرمایا ہے۔

سوال ﴾اس مسئلہ کا استدلال تو قولِ صحابی سے ہے حدیث سے تو نہیں۔

الجواب ﴾قولِ صحابی بھی معتبر ہے کیونکہ اُصول حدیث کا قاعدہ ہے کہ جس امر میں رائے واجتہاد کو دخل نہ ہو اس میں قول صحابی دلیل قول رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے ورنہ جس حدیث کی مخالفت کی اگر اس کے راوی خود یہ صحابی ہیں اور مخالفت صرف ظاہر نص کی ہے مثلاً عام کی تخصیص یا مطلق کی تقیید تو یہ اثر صحابی اس حدیث مرفوع کی تفسیر ٹھہرے گا اور اسے اسی خلاف ظاہر پر محمول سمجھا جائے گا اور مخالفت مفسر کی ہے تو صریح دلیل ہے کہ وہ حدیث منسوخ ہو چکی صحابی کو اس کا ناسخ معلوم تھا، اور اگر یہ خود اس کے راوی نہیں تو یہ معاملہ اگر اس قابل نہ تھا کہ ان صحابی پر مخفی رہتا تو ان کی مخالفت اس روایت مرفوعہ کے قبول میں شبہہ ڈالے گی ورنہ حدیث ہی مرجح ہے جیسا کہ غیر صحابہ کے قول وفعل پر مطلقاً جب تک حد اجماع تک نہ پہنچے۔

مسلم الثبوت میں ہے

روی الـصـحـابـی وحمل ظاهرا علی غیره کتخصیص العام فالحنفیة علی ماحمل لان ترک الظاهر بلاموجب حرام فلایترکه الابـدلیـل قطعا ولوترک نصاً مفسرا تعین علمه بالناسخ فیجب اتباعه وان عمل بخلاف خبره غیره فان کان صحابیا فالحنفیة ان کان ممایحتمل الخفاء لایضر او لا فیقدح وان کان غیر صحابی ولواکثر الامة فالعمل بالخبر

(مسلم الثبوت الاصل الثانی السنة ،مسئله وی الصحابی المجمل ،صفحه ۱۹۷، ۱۹۲ مطبع انصاری دهلی)

اگر خود صحابی نے روایت کی اور حدیث کے ظاہر کو غیر ظاہر پر حمل کیا جیسے عام کی تخصیص، تو اس صورت میں حنفیہ کی رائے وہی ہے جس پر اس نے حدیث کو حمل کیا ہے کیونکہ ظاہر کو بغیر کسی سبب چھوڑ دینا حرام ہے لہٰذا بغیر کسی قطعی دلیل کے وہ اسے نہیں چھوڑتا۔ اگر کسی نص مفسر کو چھوڑ دے (تو اس کا مفہوم یہ ہوگا) کہ حدیث اس کے نزدیک منسوخ ہے اور اس کے علم میں اس کا ناسخ متعین ہے تو اس کی اتباع ضروری ہے اور اگر اس نے کسی دوسرے کی روایت کے خلاف عمل کیا۔ اگر یہ خود صحابی ہیں تو اگر معاملہ خفاء کا احتمال رکھتا ہے تو اول کچھ مضر ہی نہیں کہ قدح پیدا کرے گا اور اگر یہ صحابی نہیں اگرچہ اکثر افراد امت ہوں، تو پھر عمل صرف حدیث پر ہوگا۔

اسی (مسلم الثبوت) میں ہے

الـرازی مـنـا والبردعی والبزدوی والسرخسی واتباعهم قول الصحابی فیما یمکن فیه الرأی ملحق بالسنة لغیره لابمثله ونفاه الکرخی و جماعة وفیما لایدرک بالرأی فعند اصحابنا اتفاق فله حکم الرفع ملتقطا.

(مسلم الثبوت ،الاصل الثانی السنة ،مسئله قول الصحابی فیمایمکن فیه الرأی ،صفحه۲۰۸، ۲۰۷، انصاری دهلی)

ہم میں سے رازی، بردعی، بزدوی، سرخسی اور ان کے تابعین (موافقین) فرماتے ہیں کسی صحابی کا قول اگر ایسے معاملہ میں ہو جس میں رائے ممکن ہو تو وہ دوسروں کے لئے سنت سے ملحق ہے نہ کہ خود اس کے لئے، لیکن امام کرخی اور ایک گروہ نے اس کی نفی کی، اور اگر کسی معاملہ کا ادراک رائے کے ساتھ نہ ہو سکے تو اس پر ہمارے اصحاب کا اتفاق ہے یہ کہ وہ حدیث مرفوع کے حکم میں ہے ملتقطاً

یہ اجمالی کلام ہے اور نظر مجتہد کے لئے ہے اور حدیث طاعون اسی قبیل سے ہے جس کا بعض بلکہ اکثر صحابہ پر بھی مخفی رہنا جائے عجب نہ تھا جیسا کہ حدیث

صحیحین سے ثابت ہے کہ جب امیرالمومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو راہ شام میں خبر ملی کہ وہاں طاعون ہے صحابہ کرام میں پہلے مہاجرین عظام پھر انصار کرام پھر مشائخ قریش مہاجرین فتح مکہ کو بلا کر مشورے لئے سب نے اپنی اپنی رائے ظاہر کی مگر کسی کو اس بارے میں ارشاد اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم معلوم نہ تھا نہ خود امیرالمومنین کے علم میں تھا یہاں تک کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ اس وقت اپنے کسی کام کو تشریف لے گئے تھے انہوں نے آکر ارشاد والا بیان کیا اور اسی پر عمل کیا گیا۔

(صحیح البخاری، کتاب الطب، باب مایذکر فی الطاعون، جلد ۲، صفحہ ۸۵۳ قدیمی کتب خانہ کراچی)

(صحیح مسلم، کتاب السلام، باب الطاعون والطیرۃ الخ، جلد ۲، صفحہ ۲۲۸، قدیمی کتب خانہ کراچی)

یونہی صحیحین کی حدیث سے ثابت کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ **احدالعشرۃ المبشرہ** کو یہ ارشاد اقدس کہ جب دوسری جگہ طاعون ہونا سنو وہاں نہ جاؤ اور جب تمہارے یہاں پیدا ہو تو وہاں سے نہ بھاگو معلوم نہ تھا یہاں تک کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے محبوب ابن المحبوب اور سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے کے بچے ہیں انہیں یہ حدیث سنائی بلکہ صحیحین سے یہ بھی ثابت کہ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے سوال کرکے اس کا علم حاصل فرمایا۔

فقد اخرجا عن عامر بن سعدبن ابی وقاص عن ابیه انه سمعه یسأل اسامة بن زید ماذاسمعت من رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم الطاعون رجز ارسل علی بن اسرائیل اوعلی من کان قبلکم فاذا سمعتم به بارض فلاتقدموا علیه واذ وقع بارض وانتم بها فلاتخرجوا فرار منه۔

(صحیح البخاری، کتاب الانبیاء، باب منه، جلد ۱، صفحہ ۴۹۴، قدیمی کتب خانہ کراچی)

(صحیح مسلم، کتاب السلام، باب الطاعن والطیرۃ، جلد ۲، صفحہ ۲۲۸، قدیمی کتب خانہ کراچی)

بخاری و مسلم نے عامر بن سعد عن ابیہ سے تخریج فرمائی ہے کہ انہوں نے اپنے والد بزرگوار حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خود سنا کہ وہ حضرات اسامہ بن زید سے پوچھ رہے تھے کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے طاعون کے متعلق کیا سنا یہ کہ طاعون ایک عذاب ہے جو بنی اسرائیل یا ان سے پہلے لوگوں پر بھیجا گیا لہٰذا جب تم اس کے بارے میں سنو کہ فلاں زمین میں پھیل گیا ہے تو وہاں نہ جاؤ اور جس جگہ تم مقیم ہو وہاں طاعون پیدا ہو جائے تو اس سے بھاگتے ہوئے وہاں سے باہر نہ جاؤ اور (جگہ قیام) نہ چھوڑو۔

اور اس کے بعد خود اسے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں

ای یرسل ارسالا ثقة بروایة اسامة رضی اللہ تعالیٰ عنه.

یعنی ارسال فرماتے ہوئے حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت پر اعتماد کرتے ہوئے۔

صحیح مسلم شریف میں بعد ذکر حدیث اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے

وحَدَّثَنِيهِ وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ فذکر بسنده عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ.

(صحیح مسلم، کتاب السلام، باب الطاعن والطیرۃ، جلد ۲، صفحہ ۲۲۸، قدیمی کتب خانہ کراچی)

مجھ سے وہب بن بقیہ نے بیان کیا پھر اس نے اپنی سند سے ان کی حدیث کی طرح حدیث بیان کی (اور سند یہ ہے) ابراہیم بن سعد بن مالک کے حوالہ سے اس نے اپنے والد گرامی سعد بن مالک کے حوالہ سے انہوں نے خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرمائی۔

تو دو ایک صحابہ سے جو اس کا خلاف مروی ہوا اطلاع حدیث سے پہلے تھا جیسے عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ طاعون سے بہت خوب کرتے لوگوں کو متفرق ہو جانے کی رائے دی معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا "**علم الناس بالحلال والحرام وامام العلماء یوم القیام**" (جو سب لوگوں سے زیادہ

حلال وحرام کو جاننے والے ہیں اور قیامت کے دن علمائے کرام کے امام ہوں گے) ہیں ان کا رَدّ شدید کیا اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث بیان کی اور شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کاتب وحی نے نہایت شدت سے رَد کیا اور فرار عن الطاعون سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا منع فرمانا روایت کیا، عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً رجوع فرمائی اور ان کی تصدیق کی۔

اخرج ابن خزیمة فی صحیحه عن عبدالرحمٰن بن غنم قال وقع الطاعون بالشام فقال عمرو بن العاص رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه ان هذا الطاعون رجس ففروا منه فی الادویة والشعاب، فبلغ ذٰلک شرحبیل بن حسنة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه فغضب وقال کذب عمرو بن العاص فقد صحبت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وعمرو اضل من جمل اهله، ان هذا الطاعون دعوة نبیکم ورحمة ربکم ووفاة الصالحین قبلکم

(کنز العمال بحواله ابن خزیمه کر حدیث ۲۸۷۵۶ ، جلد۴، صفحه ۲۰۳ ،مؤسسة الرساله بیروت)

ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں حضرت عبدالرحمٰن ابن غنم کے حوالے سے تخریج فرمائی فرمایا ملک شام میں طاعون کا مرض پھوٹ پڑا تو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا (لوگو!) یہ طاعون اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے لہٰذا اس سے بھاگ کر وادیوں اور پہاڑی گھاٹیوں میں چلے جاؤ، پھر شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ اطلاع پہنچی تو غضبناک ہوئے اور فرمایا عمرو بن عاص نے غلط کہا ہے کیونکہ میں اور حضرت عمرو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں تھے اور عمرو نے اپنے جملہ اہل کو غلط راہ پر لگا دیا۔ بیشک یہ طاعون تمہارے نبی کی دعوت ہے اور تمہارے پروردگار کی رحمت اور تم سے پہلے نیک لوگوں کی وفات ہے۔

لفظ ابن عساکر عن عبدالرحمن بن غنم قال کان عمرو بن العاص رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه حین احس بالطاعون فرق فرقاً شدیدا فقال یا ایها الناس تبددوا فی هذه الشعاب وتفرقوا فانه قد نزل بکم امر من اللّٰہ تعالیٰ لا اراه الا رجزا او الطوفان قال شرحبیل بن حسنة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه قد صحابنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم و انت اضل من حمار اهلک قال عمرو رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه صدقت قال معاذ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه لعمرو بن عاص رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه کذبت لیس بالطوفان ولا بالرجز ولکنها رحمة ربکم ودعوة نبیکم وقبض الصالحین قبلکم

(کنز العمال بحواله کر حدیث ۲۸۷۵۹ ،جلد۶ ،صفحه ۲۰۴، ۲۰۵ ،مؤسسة الرساله بیروت)

ابن عساکر حضرت عبدالرحمٰن بن غنم کے حوالے سے یوں کہتے ہیں اس نے فرمایا حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب طاعون محسوس ہوا تو وہ انتہائی خوفزدہ ہوئے اور فرمایا (لوگو!) ان گھاٹیوں میں الگ الگ اور منتشر ہو جاؤ کیونکہ تم پر اللہ تعالیٰ کا امر (عذاب) نازل ہو گیا ہے اور میں اس کو عذاب یا طوفان ہی خیال کرتا ہوں۔ حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ وقت گزارا ہے اور آپ (اے عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اپنے گھر والوں کے گدھے سے بھی زیادہ بے راہ ہیں۔ (یہ جملہ عرب میں محاورۃً استعمال ہوتا ہے)۔ حضرت عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا آپ نے سچ کہا ہے۔ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا آپ نے غلط کہا نہ یہ طوفان ہے اور نہ عذاب بلکہ یہ تمہارے پروردگار کی رحمت اور تمہارے نبی کی دعا ہے اور تم سے پہلے نیک لوگوں کی موت ہے۔

ورواه الامام الطحاوی فی شرح معانی الاثار من حدیث شُعْبَةُ ، عَنْ یَزِیدَ بِنِ حُمَیْدٍ قَالَ سَمِعْت شُرَحْبِیلَ بْنَ حَسَنَةَ یُحَدِّثُ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ إنَّ الطَّاعُونَ وَقَعَ بِالشَّامِ فَقَالَ عَمْرٌو تَفَرَّقُوا عَنْهُ فَإِنَّهُ رِجْزٌ فَبَلَغَ ذٰلِکَ شُرَحْبِیلَ بْنَ حَسَنَةَ فَقَالَ قَدْ صَحِبْت رَسُولَ اللَّهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعْته یَقُولُ إنَّهَا رَحْمَةُ رَبِّکُمْ ، وَدَعْوَةُ نَبِیِّکُمْ وَمَوْتُ الصَّالِحِینَ قَبْلَکُمْ ، فَاجْتَمِعُوا لَهُ ، وَلَا تَفَرَّقُوا عَلَیْهِ فَقَالَ عَمْرٌو رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ صَدَقَ

(شرح معانی الآثار ،کتاب الکراھة ،باب الاجتناب من ذی الطاعون الخ ،جلد۲ ،صفحہ ۴۱۵ ،ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

امام طحاوی نے شرح معانی الآ ثار میں شعبہ کی حدیث یزید بن حمیر کے حوالے سے روایت فرمائی فرمایا میں نے حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا کہ وہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے بیان کرتے تھے، ملک شام میں طاعون واقع ہوا تو حضرت عمرو بن عاص نے لوگوں سے فرمایا کہ اس سے منتشر ہو جاؤ اور بکھر جاؤ کیونکہ یہ عذاب ہے، جب شرحبیل بن حسنہ تک یہ خبر پہنچی تو ارشاد فرمایا میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں رہا ہوں میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ تمہارے رب کی رحمت، تمہارے نبی کی دعا اور تم سے پہلے نیک لوگوں کی موت ہے لہٰذا اس کے لئے جمع ہو جاؤ اور اس سے متفرق ومنتشر نہ ہو۔ اس پر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا سچ ہے۔

وللحدیث طریق اخری عن شھر بن حوشب قال فیھا فقام شرحبیل بن حسنة رضی اللہ تعالیٰ عنه فقال واللہ لقد اسلمت وان امیرکم ھذا اضل من جمل اھله فانظروا مایقول قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم اذا وقع بارض وانتم بھا فلاتھربوا فان الموت فی اعناقکم واذا کان بارض فلاتدخلوھا فانه یحرق القلوب.

(کنز العمال، حدیث ۱۱۷۵۷ ،جلد۴ ،صفحہ ۲۰۴ ،موسسة الرساله بیروت)

یہی حدیث کے لئے ایک دوسرا طریق شہر بن حوشب کے حوالے سے ہے چنانچہ اس میں فرمایا پھر شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور فرمایا خدا کی قسم میں اسلام لایا جبکہ تمہارا اس امیر نے تمام اہل کو بے راہ کر دیا۔ پھر دیکھو وہ کیا کہتا ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب طاعون کسی جگہ واقع ہو جائے اور تم وہاں موجود ہو تو وہاں سے نہ بھاگو کیونکہ موت تمہاری گردنوں میں لٹک رہی ہے (یعنی موت تم سے بہت قریب ہے) اور جب طاعون کہیں پھوٹ پڑے تو وہاں نہ جاؤ کیوں وہ دلوں کو جلا دیتا ہے۔

ازالۂ وھم بعض لوگ اسے امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف نسبت کر دیتے ہیں مگر امیر المومنین خود فرماتے ہیں کہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ میں طاعون سے بھاگا الٰہی! میں اس تہمت سے تیرے ہاں برأت کرتا ہوں۔

امام اجل طحاوی روایت فرماتے ہیں

عن زید بن اسلم عن ابیه قال قال عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنه اللّٰھم ان الناس زعموا انی فررت من الطاعون وانا ابرأ الیک من ذٰلک (ھذا مختصر)

(شرح معانی الآثار ،کتاب الکراھة ،باب الاجتناب من ذی الطاعون الخ،جلد۲ ،صفحہ ۴۱۸ ،ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

اسلم کے بیٹے زید نے اپنے والد اسلم سے روایت کی اس نے کہا امیر المومنین جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ''یا اللہ! لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ میں طاعون سے بھاگا ہوں، میں اس الزام سے تیری بارگاہ میں برأت کا اعلان کرتا ہوں''۔ (یہ مختصر ہے)

فائدہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے طاعون سے بھاگنا حرام فرمایا اس میں کوئی تخصیص شہر و بیرون شہر کی نہیں۔

مسئلہ طاعون سے بھاگنا حرام ہے تو طاعون والی جگہ رہنا بھی بہت بڑا اجر وثواب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

الْفَارُّ مِنَ الطَّاعُونِ كَالْفَارِّ مِنَ الزَّحْفِ وَالصَّابِرُ فِيهِ كَالصَّابِرِ فِي الزَّحْفِ

(مسند احمد بن حنبل ،عن جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنه،جلد۳،صفحہ ۳۲۵، ۳۲۴، المکتب الاسلامی بیروت)

طاعون سے بھاگنے والا ایسا ہے جیسا جہاد میں کفار کے سامنے سے بھاگنے والا اور طاعون میں ٹھہرنے والا ایسا ہے جیسا جہاد میں صبر واستقلال کرنے والا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

فِي الطَّاعُونِ الْفَارُّ مِنْهُ كَالْفَارِّ يَوْمَ الزَّحْفِ وَمَنْ صَبَرَ فِيهِ كَانَ لَهُ أَجْرُ شَهِيدٍ

(مسند احمدبن حنبل ،عن جابر بن عبداللہانصاری رضی اللہعنہ،جلد۳، صفحہ ۳۶۰،المکتب الاسلامی بیروت)

طاعون سے بھاگنے والا جہاد سے بھاگنے والے کی طرح ہےاور جواس میں صبر میں کئے رہےاس کے لئے شہید کا ثواب ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

الفار من الطاعون کالفرار من الزحف۔

(الدرالمنثور بحوالہ احمد وعبدبن حمید والبزار وابن خزیمہ عن جابر آیۃ"أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ الخ"جلد ۱ ، صفحہ۳۱۲)

طاعون سے بھاگنا جہاد سے بھاگ جانے کے مثل ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

الطَّاعُونُ غُدَّةٌ كَغُدَّةِ الْإِبِلِ الْمُقِيمُ فِيهَا كَالشَّهِيدِ وَالْفَارُّ مِنْهَا كَالْفَارِّ مِنَ الزَّحْفِ

(مسنداحمدبن حنبل ،عن عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ،جلد۶ ،صفحہ۱۴۵ ،المکتب الاسلامی بیروت)

طاعون ایک گلٹی ہے جس طرح اونٹ کی وبا میں اس کے نکلتی ہے جو اس میں ٹھہرا رہے وہ شہید کے مثل ہےاور اس سے بھاگنے والا جہاد سے بھاگ جانے والے کی طرح ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

وخزۃ تصیب امتی من اعدائھم من الجن کغدۃ الابل من اقام علیھا کان مرابطا ومن اصیب بہ کان شھیدا والفار منہ کالفار من الزحف .

(الترغیب والترھیب ،الترھیب من ان یموت الانسان الاسنان الخ ،حدیث۲۵ ،جلد۲ ،صفحہ۳۳۸،مصطفی البابی مصر)

(مجمع الزوائد،کتاب الجنائز ،باب فی الطاعون والثابت ،جلد۲ ، صفحہ۳۱۵،دارالکتب بیروت)

طاعون ایک کونچا ہے کہ میری امت کو ان کے دشمن جنوں کی طرف سے پہنچے گا جیسے اونٹ کی گلٹی جو مسلمان اس پر صبر کئے ٹھہرا رہے وہ ان میں سے ہو جو راہ خدا میں سرحد کفار پر بلاد اسلام کی حفاظت کے لئے اقامت کرتے ہیں اور جو مسلمان اس میں مرے وہ شہید ہوا اور جو اس سے بھاگے وہ کافروں کو پیٹھ دے کر بھاگنے والے کی مانند ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

الطاعون شھادۃ لامتی و وخز اعدائکم من الجن، غدۃ کغدۃ البعیر تخرج فی الاباط والمراق من مات فیہ مات شھیدا ومن اقام فیہ کان کالمرابط فی سبیل اللہومن فرمنہ کان کالفار من الزحف۔

(المعجم الاوسط ،حدیث۷۵۲۵ ،جلد۶ ،صفحہ۲۴۹ ،مکتبۃ المعارف الریاض)

(کنزالعمال بحوالہ طس ،حدیث۲۸۴۳۷ ،جلد۱۰ ،صفحہ۸۷و۸۸،مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)

(جامع الصغیر بحوالہ طس ،حدیث۵۳۳۳،جلد۲ ، صفحہ ۳۲۹،دار الکتب العلمیہ بیروت)

طاعون میری امت کے لئے شہادت ہےاور وہ تمہارے دشمن جنوں کا کونچا ہےاونٹ کے غدود کی طرح گلٹی ہے کہ بغلوں اور نرم جگہوں میں نکلتی ہے جو اس میں مرے شہید مرے اور جو ٹھہرے وہ راہ خدا میں سرحد کفار پر بانتظار جہاد اقامت کرنے والے کی مانند ہےاور جو اس سے بھاگ جائے جہاد سے بھاگ جانے کے مثل ہو۔

فوائد رضویہ ﷺ ان تمام الفاظ احادیث میں صرف طاعون سے بھاگنے پر وعید شدید اور صبر کئے ٹھہرے رہنے کی ترغیب وتاکید ہے، شہر یا محلے یا حوالی شہر وغیرہ کی کچھ قید نہیں تو جو نقل وحرکت طاعون سے بھاگنے کے لئے ہوگی اگر چہ شہر ہی کے محلوں میں وہ بلا شبہ اس وعید وتہدید کے نیچے داخل ہے۔

ثانیاً ﷺ حدیث ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی صحیح بخاری شریف، مسند امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ میں بسند صحیح بر شرط بخاری ومسلم برجال بخاری جلد ششم آخر صفحہ ۲۵۱ واول ۲۵۲ میں یوں ہے

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ الطَّاعُونِ فَأَخْبَرَنِي رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ عَذَابًا يَبْعَثُهُ اللّٰہُ عَلَى مَنْ يَشَاءُ فَجَعَلَهُ رَحْمَةً لِلْمُؤْمِنِينَ فَلَيْسَ مِنْ رَجُلٍ يَقَعُ الطَّاعُونُ فَيَمْكُثُ فِي بَيْتِهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا يُصِيبُهُ إِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰہُ لَهُ إِلَّا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ الشَّهِيدِ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت انہوں نے فرمایا میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے طاعون کے بارے میں دریافت کیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا طاعون ایک عذاب تھا کہ اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا بھیجتا اور اس امت کے لئے اسے رحمت کردیا ہے تو جو شخص زمانہ طاعون میں اپنے گھر میں صبر کئے طلب ثواب کے لئے اس اعتقاد کے ساتھ ٹھہرا رہے کہ اسے وہی پہنچے گا جو خدا نے لکھ دیا ہے اس کے لئے شہید کا ثواب ہے۔

اس حدیث صحیح میں خاص اپنے گھر میں ٹھہرے رہنے کی تصریح ہے۔

ثالثاً ﷺ ذرا غور کیجئے تو اس حدیث اور حدیث بخاری میں اصلاً اختلاف نہیں۔ صحیح بخاری کتاب الطب کے لفظ یہ ہیں

فَلَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يَقَعُ الطَّاعُونُ، فَيَمْكُثُ فِي بَلَدِهِ صَابِرًا.

(صحیح البخاری، کتاب الطب ،باب اجر الصابرین فی الطاعون،جلد ۲ ،صفحہ ۸۵۳، قدیمی کتب خانہ کراچی)

کوئی ایسا بندہ نہیں کہ طاعون واقع ہو اور وہ اپنے شہر میں صبر کے ساتھ ٹھہرا رہے۔

اور بخاری شریف کی ایک روایت میں ہے

لَيْسَ مِنْ أَحَدٍ يَقَعُ الطَّاعُونُ، فَيَمْكُثُ فِي بَلَدِهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا

(صحیح البخاری، کتاب الانبیاء ،باب حدیث الغار ،جلد ۱ ، صفحہ ۴۹۴ ،قدیمی کتب خانہ کراچی)

کوئی ایسا شخص نہیں کہ طاعون واقع ہو پھر وہ اپنے شہر میں صبر کرتے ہوئے ثواب کی خاطر ٹھہرا رہے۔

معلوم ہوا کہ مطلقاً روئے زمین میں سے کسی جگہ وقوع طاعون مراد نہیں تو حدیث بخاری میں ''فی بلدہ'' اور حدیث احمد میں ''فی بیتہ بر سبیل تنازع یمکث ویقع'' دونوں سے متعلق ہیں امام عینی عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری میں فرماتے ہیں

قولہ فی بلدہ مما تنازع الفعلان فیہ اعنی قولہ یقع وقولہ فیمکث۔

(عمدۃ القاری شرح البخاری، کتاب الطب ،باب اجر الصابرین فی الطاعون،جلد ۲۱ ، صفحہ ۲۶ ،ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت)

ان کا ارشاد'' فِي بَلَدِهِ ''اس میں تنازع فعلین (یعنی یمکث اور یقع جو دو فعل ہیں) ان کا فی بلدہ جار مجرور میں تنازع ہے اس ہر ایک چاہتا ہے کہ وہ میرے ساتھ متعلق ہو۔

فائدہ ﷺ دونوں روایتوں کا مطلب یہ ہوا کہ جس کے شہر میں طاعون واقع ہو وہ شہر سے نہ بھاگے اور جس کے خود گھر میں واقع ہو وہ اپنے گھر سے نہ بھاگے اور حاصل اسی طرف رجوع کر گیا کہ طاعون سے نہ بھاگے، شہر یا گھر سے بھاگنا لذاتہٖ ممنوع نہیں، اگر کوئی ظالم جبار شہر میں ظلماً اس کی گرفتاری کو آیا اور یہ اس سے بچنے کو شہر سے بھاگ گیا ہرگز مواخذہ نہیں اگر چہ زمانہ طاعون ہی کا ہو کہ یہ بھاگنا طاعون سے نہ تھا بلکہ ظلم ظالم سے اور اللہ عزوجل نیت کو جانتا ہے ولہذا

حدیث عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالٰی عنہ میں ارشاد ہوا

إِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ، وَأَنْتُمْ بِهَا فَلاَ تَخْرُجُوا، فِرَارًا مِنْهُ۔

(صحیح البخاری، کتاب الطب، باب مایذکر فی الطاعون، جلد ۲، صفحہ ۸۵۳، قدیمی کتب خانہ کراچی)

جب کسی جگہ طاعون واقع ہو اور تم وہاں موجود ہو تو طاعون سے بھاگ کر کہیں باہر دوسری جگہ نہ جاؤ۔

اور حدیث اسامہ بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہما روایت تامہ شیخین میں اس کے مثل اور روایت مسلم میں یوں آئی

فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ .

(صحیح مسلم، کتاب السلام، باب الطاعون و الطیرۃ، جلد ۲، صفحہ ۲۲۸، قدیمی کتب خانہ کراچی)

جائے طاعون سے باہر نہ جاؤ اس سے بھاگتے ہوئے۔

لاجرم شرح صحیح مسلم میں ہے

اتفقوا علی جواز الخروج بشغل وغرض غیر الفرار ودلیلہ صریح الأحادیث۔

(شرح مسلم للنووی، کتاب السلام، باب الطاعون و الطیرۃ، جلد ۲، صفحہ ۲۲۹، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اہل علم کا اس پر اتفاق ہے، بھاگنے کے علاوہ کسی دوسرے شغل اور غرض کے لئے مقام طاعون سے باہر نکلنا جائز ہے اور اس کے ثبوت میں صریح احادیث ہیں۔

اسی طرح حدیقہ ندیہ میں نقل فرمایا اور مقرر رکھا اور جب مطمح نظر فرار عن الطاعون ہے نہ کہ عن البلد تو یہ بحث کہ فنائے شہر بھی مثل جمعہ اس حکم میں داخل ہے یا مثل سفر خارج محض بیکار ہے۔ طاعون سے بھاگنے کے لئے جو نقل وحرکت ہو سب زیرنہی ہے اگرچہ مضافات ہو خواہ فنا خواہ شہر کی شہر ہے۔

فائدہ وباء طاعون کے لئے کہاں کہاں بھاگے گا؟

غور کیجئے تو خود یہی حدیث **فیمکث فی بلدہ** (پھر وہ اپنے شہر میں ٹھہرا رہے) محلات شہر ہی میں تجویز فرار سے صریح ار با (انکار) فرما رہی ہے اس میں فقط اتنا ہی نہ فرمایا کہ شہر میں رہے بلکہ صاف ارشاد ہوا

فَيَمْكُثُ فِي بَلَدِهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا، يَعْلَمُ أَنَّهُ لاَ يُصِيبُهُ إِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ

(صحیح البخاری، کتاب الانبیاء، باب حدیث الغار، جلد ۱، صفحہ ۴۹۴، قدیمی کتب خانہ کراچی)

وہ اپنے شہر میں اللہ تعالٰی سے اجر وثواب کی امید رکھتے ہوئے اور یہ جانتے ہوئے کہ اسے وہی کچھ پہنچے گا جو اللہ تعالٰی نے اس کے مقدر میں لکھ دیا ہے صبر کا دامن تھامے ہوئے ٹھہرا رہے۔

اپنے شہر میں تین وصفوں کے ساتھ ٹھہرے۔ اول صبر واستقلال، دوم تسلیم وتفویض ورضا بالقضاء پر طلب ثواب، سوم یہ سچا اعتقاد کہ بے تقدیر الٰہی کوئی بلا نہیں پہنچ سکتی۔ اب اس کے حال کو اندازہ کیجئے جس کے شہر کے ایک کنارے میں طاعون واقع ہوا اور وہ اس کے خوف سے گھر چھوڑ کر دوسرے کنارے کو بھاگ گیا کیا اسے ثابت قدم وصابر ومستقل وراضی بالقضاء کہا جائے گا، وہ ایسا ہوتا تو کیوں بھاگتا۔ شہر میں اس کا قیام صبر ورضا کے لئے نہیں بلکہ اس لئے کہ یہ کنارۂ شہر ہنوز محفوظ ہے کل اگر یہاں بھی طاعون آیا تو اسے یہاں سے بھی بھاگتے دیکھ لینا، اگر اب بیرون شہر جا کر پڑا اور وہاں بھی وبا پہنچی تو مضافات کو بھی چھوڑ کر دوسری ہی بستی میں دم لے گا پھر "صَابِرًا مُحْتَسِبًا" کہاں صادق آیا۔

طاعون سے بھاگنا میدانِ جہاد سے بھاگنا ہے جیسا کہ گزرا اور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرار عن الطاعون کو جس کا مماثل فرمایا یعنی جہاد سے بھاگنا اسی کے ملاحظہ سے معلوم ہو سکتا ہے کہ شہر چھوڑ کر دوسرے شہر کو چلے جانے ہی پر فرار محصور نہیں کیا اگر امام مسلمانان بیرون شہر کفار سے جہاد کر رہا ہو اور کچھ لوگ

مقابلہ سے بھاگ کر اپنے گھروں میں جا بیٹھیں تو فرار نہ ہوگا ضرور ہوگا بلکہ گھروں میں جا بیٹھنا درکنار اگر معرکہ سے بھاگ کر اسی میدان کے کسی پہاڑ یا غار میں جا چھپے ضرور فرار، فارنقد وقت ہوگی کہ میدان کارزار تو ہر طرح چھوڑا اور مقابلہ کفار سے منہ موڑا۔

نص قرآنی اس پر دلیل صریح ہے

اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا مِنْکُمْ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ اِنَّمَا اسْتَزَلَّھُمُ الشَّیْطٰنُ بِبَعْضِ مَا کَسَبُوْا وَلَقَدْ عَفَا اللہُ عَنْھُمْ اِنَّ اللہَ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌo

(پارہ۴،سورۂ آل عمران، آیت ۱۵۵)

بے شک وہ جو تم سے پھر گئے جس دن دونوں فوجیں ملی تھیں انہیں شیطان ہی نے لغزش دی اُن کے بعض اعمال کے باعث اور بے شک اللہ نے انہیں معاف فرمادیا بے شک اللہ بخشنے والا حلم ولا ہے۔

وَلَقَدْ عَفَا عَنْکُمْ وَاللہُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَo اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰۤی اَحَدٍ وَّ الرَّسُوْلُ یَدْعُوْکُمْ فِیْۤ اُخْرٰىکُمْ فَاَثَابَکُمْ غَمًّا بِغَمٍّ.

(پارہ۴،سورۂ آل عمران، آیت ۱۵۳،۱۵۴)

اور بے شک اس نے تمہیں معاف کردیا اور اللہ مسلمانوں پر فضل کرتا ہے۔ جب تم منہ اُٹھائے چلے جاتے تھے اور پیٹھ پھیر کر کسی کو نہ دیکھتے اور دوسری جماعت میں ہمارے رسول تمہیں پکار رہے تھے تو تمہیں غم کا بدلہ غم دیا۔

طاعون سے نہ بھاگنے کی حکمت ﴾ جن حکمتوں کی بنا پر حکیم کریم رؤف رحیم علیہ وعلٰی آلہ الصلوٰۃ والتسلیم نے طاعون سے فرار حرام فرمایا ان میں ایک حکمت یہ ہے کہ اگر تندرست بھاگ جائیں گے بیمار ضائع رہ جائیں گے ان کا کوئی تیمار دار ہوگا نہ خبرگیراں، پھر جو مریں گے ان کی تجہیز وتکفین کون کرے گا، جس طرح خود آج کل ہمارے شہر اور گردونواح کے ہنود میں مشہور ہو رہا ہے کہ اولاد کو ماں باپ، ماں باپ کو اولاد نے چھوڑ کر اپنا راستہ لیا بڑوں بڑوں کی لاشیں مزدوروں نے ٹھیلے پر ڈال کر جہنم پہنچائیں، اگر شرع مطہر مسلمانوں کو بھی بھاگنے کا حکم دیتی تو معاذ اللہ یہی بے بسی بیکسی ان کے مریضوں میتوں کو بھی گھیرتی جسے شرع قطعاً حرام فرماتی ہے۔ ارشاد الساری شرح صحیح البخاری میں ہے

(فلا تخرجوا فرارًا منه) فإنه فرار من القدر ولئلا تضیع المرضی لعدم من یتعهدهم والموتی ممن یجهزهم ۔

(ارشاد الساری شرح البخاری ،کتاب الطب ،باب مایذکر فی الطاعون ،جلد۸ ،صفحه ۳۸۵ ،دارالکتاب العربی بیروت)

(مقام طاعون سے بھاگ کر کہیں باہر نہ جاؤ) کیونکہ یہ تقدیر الٰہی سے بھاگنے کے مترادف ہے اور تاکہ بیمار ضائع نہ ہونے پائیں اس لئے کہ اس افراتفری کے باعث مریضوں کی نگہبانی اور حفاظت کے لئے کوئی نہیں ہوگا اور مرنے والوں کی تجہیز وتکفین اور تدفین کے لئے بھی کوئی نہ ہوگا۔

اسی طرح زرقانی شرح علی مؤطا میں ہے۔ عینی شرح بخاری میں بھی اسے نقل کرکے مقرر رکھا۔

ظاہر یہ ہے کہ علت جس طرح غیر شہر کو بھاگ جانے میں ہے یونہیں بیرون شہر جا پڑنے بلکہ محلّہ مریضان چھوڑ کر محلّہ صحیحان میں جا بسنے میں بھی، تو حق یہ کہ بہ نیت فرار مطلقاً نقل وحرکت حرام ہے نیز یہ علت موجب ہے کہ نہ صرف طاعون بلکہ ہر وبا کا یہی حکم ہے۔ لہٰذا شیخ محقق رحمہ اللہ تعالٰی نے اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰہ میں فرمایا

انچه دراحادیث مذکورشده وبرگریختن ازاں وبیرون رفتن ازشهرے که واقع شده اشد دراں نهی کرده ووعیدنموده وتشبیهه بفرار از زحف داده برصبربراں بشهادت حکم کرده مراد وباوموت عام ومرض عام ست ومخصوص بانچه اطبا تعیین نموده اندنیست ولهٰذا دراحادیث به لفظ وبا وموت عام مذکورشده واگرچه بلفظ طاعون نیز واقع شده امامرادمعنی وباست وغلط کرده که طاعون رابرمصطلح اطباء حمل کرده ودرغیرآں فرار مباح داشته واگر فرضا برهمیں معنی محمول باشد فردے ازوبا خواهد

بود نه مخصوص بآں وایں قائل آں احادیث را که درویے لفظ وبا وموت عام واقع شده چه خواہد گفت۔ نسأل اللّٰه العافیۃ۔

(اشعة اللمعات ،کتاب الجنائز ،باب عیادۃ المریض،الفصل الاول ،جلد ا ،صفحہ۲۳۸ ،۶۳۷،مکتبه نوریه رضویه سکھر)

جو کچھ حدیثوں میں ذکر کیا گیا کہ طاعون سے بھاگنا اور شہر سے باہر چلے جانا تو اس سے منع فرمایا گیا اور اس پر عذاب کی دھمکی دی گئی اور اسے جنگ سے بھاگنے کے مترادف قرار دیا گیا اور قدم جما کر وہیں ٹھہرے رہنے پر شہادت کا حکم سنایا گیا لہذا اس سے وبا اور عام موت کا ذکر کیا گیا اگر چہ لفظ طاعون بھی وارد ہوا ہے لیکن اس میں بھی وبا کے معنی مراد ہیں۔ لہٰذا یہ غلطی ہوگئی کہ طاعون کو طبیبوں کی خصوصی اصطلاح پر قیاس کرلیا گیا اس لئے دوسری وبائی امراض سے بھاگنا مباح سمجھا گیا، اگر بالفرض اسی معنی پر بھی کلام کو محمول کیا جائے تو پھر وہ از قسم وبا ہو جائے گا نہ کہ اس معنی کے ساتھ مخصوص۔ لہٰذا یہ قائل ان حدیثوں کے متعلق کیا کہے گا کہ جن میں لفظ وبا اور موت عام کے الفاظ مذکور ہوئے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

فائدہ امام احمد مسند اور ابن سعد طبقات میں ابوعسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند صحیح روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

أَتَانِی جِبْرِیلُ عَلَیْهِ السَّلَام بِالْحُمَّی وَالطَّاعُونِ فَأَمْسَکْتُ الْحُمَّی بِالْمَدِینَةِ وَأَرْسَلْتُ الطَّاعُونَ إِلَی الشَّامِ فَالطَّاعُونُ شَهَادَةٌ لِأُمَّتِی وَرَحْمَةٌ لَهُمْ وَرِجْسٌ عَلَی الْکَافِرِینَ

(مسندامام احمد ،عن ابی عسیب رضی اللّٰہعنه،جلد۵ ،صفحہ ۸۱،المکتب الاسلامی بیروت)

میرے پاس جبرئیل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم بخار اور طاعون لے کر حاضر ہوئے میں نے بخار مدینہ طیبہ میں رہنے دیا اور طاعون ملک شام کو بھیج دیا تو طاعون میری امت کے لئے شہادت ورحمت اور کافروں پر عذاب وقہمت ہے۔

صدیق اکبر کا عهد وپیمان لینا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم تھا کہ طاعون کو ملک شام کا حکم ہوا ہے اور بلاد شام فتح کرنے تھے لہٰذا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو لشکر ملک شام کو روانہ فرماتے اس سے دونوں باتوں پر یکساں بیعت وعہد وپیان لیتے، ایک یہ کہ دشمنوں کے نیزوں سے نہ بھاگنا، دوسرے یہ کہ طاعون سے نہ بھاگنا۔

امام مسدد استاذ امام بخاری ومسلم اپنی مسند میں ابوالسفر سے روایت کرتے ہیں

قال کان أبو بکر إذا بعث إلی الشام بایعهم علی الطعن والطاعون.

(کنزالعمال،باب الشهادۃ الحکمیة، جلد۴، صفحہ۵۹۸ ،حدیث۱۱۷۴۷)

ابوالسفر نے کہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کوئی لشکر ملک شام روانہ فرماتے تو ان سے یہ بیعت (عہد وپیان) لیتے کہ ایک تو دشمن کے نیزوں سے نہ بھاگنا دوسرے مقام طاعون سے نہ بھاگنا۔

اللہ ورسول سے زیادہ کوئی خیرخواہ نہیں یہاں سے خوب ثابت وظاہر ہوا کہ مسلمانوں کو فرار عن الطاعون کی ترغیب دینے والا ان کا خیرخواہ نہیں بدخواہ ہے اور طبیبوں ڈاکٹروں کا اس میں صبر واستقلال سے منع کرنا خیر وصلاح کے خلاف باطل راہ ہے، اللہ عزوجل نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سارے جہاں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا اور مسلمانوں پر بالتخصیص رؤف رحیم بنایا اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے

أَرْحَمُ أُمَّتِی بِأُمَّتِی أَبُو بَکْرٍ۔(مسند امام احمد، عن انس رضی الله تعالیٰ عنه، جلد۳، صفحہ ۲۸۱،المکتب الاسلامی بیروت)

میری امت میں میری امت کے ساتھ سب سے بڑے مہربان ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں

حدیث میں آیا یعنی جو رأفت ورحمت میری امت کے حال پر ابوبکر کو ہے اتنی تمام امت میں کسی کو نہیں۔

اگر طاعون سے بھاگنے میں بھلائی اور ٹھہرنے میں برائی ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ اپنی امت پر ماں باپ سے زیادہ مہربان ہیں کیوں ٹھہرنے

کی ترغیب دیتے اور بھاگنے سے اس قدر تاکید شدید کے ساتھ منع فرماتے اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ تمام امت میں سب سے بڑھ کر خیرخواہ امت ہیں کیوں اس سے نہ بھاگنے کا عہد و پیمان لیتے۔

امت کے بد خواہ کون؟ معلوم ہوا کہ طاعون سے بھاگنے کی ترغیب دینے والے ہی حقیقۃً امت کے بدخواہ اور الٹی مت سمجھانے والے ہیں والعیاذ باللہ تعالیٰ، جیسے کوئی بدعقل بے تمیز کج فہم عورت پڑھنے کی محنت استاذ کی شدت دیکھ کر اپنے بچے کو مکتب سے بھاگ آنے کی ترغیب دے وہ اپنے خیال باطل میں اسے محبت سمجھتی ہے حالانکہ صریح دشمنی ہے

دوستی بیخرداں دشمنی ست　　بیوقوفوں کی دوستی درحقیقت دشمنی ہوتی ہے

بدنصیب وہ بچہ کہ اس کے کہنے میں آجائے اور مہربان باپ کی تاکید و تہدید خیال میں نہ لائے بلکہ انصافاً یہ حالت اس مثال سے بھی بدتر ہے مکتب میں پڑھنے کی محنت سبھی پر ہوتی ہے اور شدت بھی غالب واکثری ہے اور جہاں طاعون پھوٹے وہاں سب یا اکثر کا مبتلا ہونا کچھ ضرور نہیں بلکہ باذنہ تعالیٰ محفوظ ہی رہنے والوں کا شمار زائد ہوتا ہے ولہٰذا آگ اور زلزلے پر اس کا قیاس

وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ　　اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔

(پارہ۲، سورۂ البقرہ، آیت ۱۹۵)

کے نیچے سمجھنا محض وسوسہ ہے کہ ان میں ہلاک غالب ہے جیسا کہ کلام حضرت شیخ محقق قدس سرہ سے گزرا اور سچا ہلاک تو یہ ہے کہ مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد اقدس کو کہ عین رحمت و خیر خواہی امت ہے معاذ اللہ مضرت رساں خیال کیا جائے اور اس کے مقابل طبیبوں اور ڈاکٹروں کی بات کو اپنے لئے نافع سمجھا جائے۔

ببیں کہ از کہ بریدی وبا کہ پیوستی

دیکھو تو سہی کہ تم نے کس سے رشتہ کاٹا اور کس سے رشتہ جوڑا اور ملایا

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ

کسی کی کوئی طاقت اور قوت نہیں مگر اللہ تعالیٰ کی عطاء و بخشش سے ہے جو بلند مرتبہ اور عظیم الشان ہے۔

اولیاء اللہ کا طریقہ سلف صالح کا داب (طریقہ) یہی رہا کہ طاعون میں صبر و استقلال سے کام لیتے۔ امام ابوعمر بن عبدالبر فرماتے ہیں

لم يبلغني أن أحدا من حملة العلم فر من الطاعون إلا ما ذكر المدائني أن علي بن زيد بن جدعان هرب من الطاعون إلى السيالة فكان يجمع كل جمعة ويرجع فكان إذا جمع صاحوا به فر من الطاعون فطعن فمات بالسيالة ۔

(التمهيد لابن عبدالبر ،عبداللہ بن عامر بن ربيعة، جلد ٦ ، صفحه ٢١٥ ، ٢١٤ ،رقم المكتبة القدوسيه لاهور)

یعنی مجھے کسی کی نسبت یہ روایت نہ پہنچی کہ وہ طاعون سے بھاگا ہو مگر وہ جو مدائنی نے ذکر کیا کہ علی بن زید بن جدعان طاعون میں شہر سے بھاگ کر سیالہ کو چلے گئے تھے ہر جمعہ کو شہر میں آکر نماز پڑھتے اور پلٹ جاتے جب پلٹتے لوگ شور مچاتے طاعون سے بھاگا ہے آخر سیالہ میں طاعون ہی میں مبتلا ہو کر مرے۔

علی بن زید یہ علی بن زید کچھ ایسے مستند علماء سے نہ تھے امام سفیان بن عیینہ و امام حماد بن زید و امام احمد بن حنبل و امام یحییٰ بن معین و امام بخاری و امام ابوحاتم و امام ابن خزیمہ و امام عجلی و امام دارقطنی وغیرہم عامہ ائمہ جرح و تعدیل نے ان کی تضعیف کی اور مذہب کے بھی کچھ ٹھیک نہ تھے۔ عجلی نے کہا شیعی تھا بلکہ امام یزید بن زریع سے مروی ہوا رافضی تھا پھر اس کا یہ فعل زمانہ سلامت عقل و صحت حواس کا بھی نہ تھا، آخر عمر میں عقل صحیح نہ رہی تھی۔

امام شعبہ بن الحجاج نے فرمایا

حدثنا علی قبل ان یختلط۔(میزان الاعتدال، ترجمه علی بن زید ۵۸۴۴ ،جلد۳، صفحه۱۲۷ ،دارالمعرفة بیروت)

ہم سے علی بن زید نے زمانہ اختلاط عقل سے پہلے بیان کیا ہے۔
فسوی نے کہا

اختلط فی کبرہ۔ اس کو بڑھاپے میں اختلاط ہو گیا تھا

(میزان الاعتدال، ترجمہ علی بن زید ۵۸۴۴،جلد۳، صفحہ۱۲۸،دارالمعرفۃ بیروت)

پھر ہر جمعہ کو نماز کے لئے شہر یعنی بصرہ میں آنا اور نماز پڑھ کر پلٹ جانا دلیل واضح ہے کہ سیالہ کوئی ایسی ہی قریب جگہ بصرہ سے تھی علی بن زید کا انتقال ۱۳۱ھ میں ہے وہ زمانہ تابعین کا تھا تو ثابت ہوا کہ مضافات شہر میں چلا جانا بھی اسی فرار حرام میں داخل ہے جس پر یہ شخص تمام شہر میں مطعون وانگشت نما ہوا ہر جمعہ کو اس کے پلٹتے وقت اہل شہر میں تابعین وتبع تابعین ہی تھے غل (شور) پڑ جاتا کہ وہ طاعون سے بھاگا۔والعیاذ باللہ تعالیٰ

مسئلہ ﴿جس طرح طاعون سے بھاگنا حرام ہے اوراس کے لئے نیت، حفظ صحت کا عذر محض جہالت کہ جو بھاگے گا اسی نیت سے بھاگے گا یہ نیت جواز کو کافی ہوتی تو بھاگنا جائز ہوتا نہ کہ حرام فرمایا جاتا یونہی جب دوسری جگہ طاعون ہو تو خاص طاعون کے قصد وعزم سے وہاں جانا بھی ناجائز وگناہ ہے۔احادیث صریحہ میں دونوں سے ممانعت فرمائی، پہلے میں تقدیر الٰہی سے بھاگنا ہے تو دوسرے میں بلائے الٰہی سے مقابلہ کرنا ہے اوراس کے لئے اظہار توکل کا عذر محض سفاہت۔توکل معارضہ اسباب کا نام نہیں۔

امام اجل ابن دقیق العید رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

الاقدام علیہ تعرض للبلاء ولعلہ لایصبر علیہ وربما کان فیہ ضرب من الدعوی لمقام الصبر او التوکل فمنع ذٰلک لاغترار النفس ودعوٰھا مالاتثبت علیہ عند التحقیق

(شرح الزرقانی علی مؤطاالامام مالک ،باب ماجاء فی الطاعون،تحت حدیث ۱۷۲۰،جلد۴،صفحہ۲۳۸،دارالمعرفۃ بیروت)

اس پر اقدام کرنا اپنے آپ کو مصیبت اور بلاء پر پیش کرنا ہے اور وہ اس پر صبر نہ کر سکے گا اور کبھی اس میں ایک قسم کی شان دعوی پیدا ہو جاتی ہے صبر اور توکل کے مقام کی، پس اس لئے اس سے روک دیا گیا فریب نفس سے بچاؤ کی خاطر اور نفس کے دعووں سے بچاؤ کی خاطر کہ جس پر درحقیقت کوئی استقرار اور ثبات نہیں۔

اس قدر کی ممانعت میں ہرگز گنجائش سخن نہیں

فائدہ ﴿اب رہا یہ کہ جب طاعون سے بھاگنے یا اس کے مقابلہ کی نیت نہ ہو تو شہر طاعونی سے نکلنا یا دوسری جگہ سے اس میں جانا فی نفسہ کیسا ہے، اس میں ہمارے علماء کی تحقیق یہ ہے کہ بجائے خود حرام نہیں مگر نظر "بہ پیش بینی" یہاں دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ انسان کامل الایمان ہے

لَنْ یُّصِیۡبَنَاۤ اِلَّا مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَنَا۔(پارہ۱۰،سورۃ التوبۃ،آیت۵۱)
ہمیں ہرگز نہ پہنچے گا مگر جو اللہ نے ہمارے لئے لکھ دیا۔

اگر طاعونی شہر میں کسی کام کو جائے اور مبتلا ہو جائے تو اسے یہ پشیمانی عارض نہ ہوگی کہ ناحق آیا کہ بلاء نے لے لیا یا کسی کام کو باہر جائے تو یہ خیال نہ کرے گا کہ خوب ہوا کہ اس بلا سے نکل آیا۔

خلاصہ یہ کہ اس کا آنا جانا بالکل ایسا ہو جیسا طاعون نہ ہونے کے زمانہ میں ہوتا تو اسے خالص اجازت ہے اپنے کاموں کو آئے جائے جو چاہے کرے کہ نہ فی الحال نیت فاسدہ ہے نہ آئندہ فساد فکر کا اندیشہ ہے اور جو ایسا نہ ہوا سے مکروہ ہے کہ اگر چہ فی الحال نیت فاسدہ نہیں کہ حکم حرمت ہو مگر آئندہ فساد پیدا ہونے کا اندیشہ ہے لہٰذا کراہت ہے وہ حدیثیں جن میں خود شہر طاعونی سے نکلنے اوراس میں جانے کی ممانعت مروی ہوئی جیسے ایک روایت حدیث اسامہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کے الفاظ

إِذَا سَمِعْتُمْ بِالطَّاعُونِ بِأَرْضٍ فَلاَ تَدْخُلُوهَا، وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلاَ تَخْرُجُوا مِنْهَا"رواه الشيخان"

(صحيح البخارى ،كتاب الطب ،باب مايذكرفى الطاعون ،جلد۲ ، صفحه۸۵۳،قديمى كتب خانه كراچى)

(صحيح مسلم ،كتاب السلام،باب الطاعون والطيرة،جلد۲ ، صفحه ۲۲۸ ،قديمى كتب خانه كراچى)

جب کسی سرزمین میں طاعون واقع ہوجائے تو وہاں نہ جاؤ اور اگر طاعون پھوٹ پڑنے والی جگہ تم موجود ہوتو پھر وہاں سے نہ نکلو۔ بخاری ومسلم نے اسے روایت کیا ہے۔

یا ایک روایت حدیث عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لفظ

فاذا سمعتم به فى ارض فلاتدخلوها "رواه الطبرانى فى الكبير"

(المعجم الكبير ،حديث ۲۶۸ و ۲۷۲،جلد ۱ ، صفحه ۱۳۰ و ۱۳۱ ،المكتبة الفيصلية بيروت)

اگر کسی جگہ طاعون کے ظاہر ہونے کے متعلق سنو تو پھر وہاں ہرگز نہ جاؤ۔ امام طبرانی نے معجم کبیر میں اسے روایت کیا ہے۔

یا حدیث

عِكْرِمَةُ بْنُ خَالِدٍ الْمَخْزُومِيُّ ، عَنْ أَبِيهِ ، أَوْ عَنْ عَمِّهِ ، عَنْ جَدِّهِ إِذَا وَقَعَ الطَّاعُونُ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا ، فَلَا تَخْرُجُوا مِنْهَا ، وَإِذَا كُنْتُمْ بِغَيْرِهَا ، فَلَا تَقْدُمُوا عَلَيْهَا " رواه احمد والطحاوى والطبرانى والبغوى وابن قانع"

(شرح معانى الآثار ،كتاب الكراهة ،باب الاجتناب من ذى داء الطاعون،جلد۲ ،صفحه۴۱۵ ،ايچ ايم سعيد كمپنى كراچى)

(المعجم الكبير حديث ۲۱ ،جلد۱۸ ،صفحه۱۵)

(كنزالعمال حديث ۲۸۴۶۱ ،جلد۱۰ ،صفحه۸۲)

(مسنداحمدبن حنبل ،جلد۳،صفحه۴۱۶)

جب کسی خطہ زمین پر طاعون پھیل جائے اور تم پہلے سے وہاں اقامت پذیر ہو تو پھر وہاں سے نہ نکلو، اور اگر تم کسی دوسری جگہ ہو تو مقام طاعون پر نہ جاؤ۔ امام احمد، طحاوی، طبرانی، بغوی اور ابن قانع نے اسے روایت کیا ہے۔

یہ اگر اپنے اطلاق پر رکھی جائیں یعنی نیت فرار و مقابلہ سے مقید نہ کی جائیں

بناء على ماحقق الامام ابن الهمام ان المطلق لايحمل على المقيد وان اتحد الحكم والحادثة مالم تدع اليه ضرورة كما فى الفتح . (فتح القدير ،باب الظهار ،فصل فى الكفّارة ،جلد۴، صفحه ۱۰۸ ،مكتبه نوريه رضويه سكهر)

اس بنا پر کہ شیخ محقق امام ابن ہمام نے یہ تحقیق فرمائی ہے کہ حکم مطلق کسی مقید پر محمول نہیں کیا جائے گا اگرچہ حکم اور حادثہ ایک ہوں جب تک کہ کوئی ضرورت داعی نہ ہو جیسا کہ فتح القدیر میں ہے۔

تو ان کا محمل یہی صورت کراہت ہے جو ابھی مذکور ہوئی اور اطلاق اس بناء پر کہ اکثر لوگ اسی قسم کے ہوتے ہیں اور احکام کی بناء کثیر و غالب پر ہے۔

درمختار میں ہے

وَإِذَا خَرَجَ مِنْ بَلْدَةٍ بِهَا الطَّاعُونُ فَإِنْ عَلِمَ أَنَّ كُلَّ شَيْءٍ بِقَدَرِ اللَّهِ تَعَالَى فَلَا بَأْسَ بِأَنْ يَخْرُجَ وَيَدْخُلَ وَإِنْ كَانَ عِنْدَهُ أَنَّهُ لَوْ خَرَجَ نَجَا وَلَوْ دَخَلَ ابْتُلِيَ بِهِ كُرِهَ لَهُ ذَلِكَ فَلَا يَدْخُلُ وَلَا يَخْرُجُ صِيَانَةً لِاعْتِقَادِهِ وَعَلَيْهِ حُمِلَ النَّهْيُ فِي الْحَدِيثِ الشَّرِيفِ مَجْمَعُ الْفَتَاوَى

(درمختار ، مسائل شتیٰ قبیل، کتاب الفرئض ، جلد ۲ ،صفحہ ۳۵۱،مطبع مجتبائی دھلی)

جب کوئی کسی ایسے شہر سے نکلے جہاں طاعون پھیلا ہوا ہو اگر وہ جانتا اور پختہ یقین رکھتا ہو کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی قضاوقدر سے وقوع پذیر ہوتی ہے تو اس کی آمدورفت، دخول وخروج میں کوئی حرج نہیں اور اگر اس کے خیال میں یہ ہو کہ اگر یہاں سے باہر چلا گیا تو بچ جاؤں گا اور یہاں سے نہ نکلا تو مرض میں مبتلا ہو جاؤں گا تو ایسے شخص کے لئے نقل وحرکت مکروہ ہے لہٰذا نہ مقام طاعون پر جائے اور نہ مقام طاعون سے نکلے اپنے اعتقاد کو بچانے اور محفوظ رکھنے کے لئے۔ پس اسی حدیث شریف کی نہی محمول ہے اھ۔ اسی طرح فتاوٰی ظہیریہ میں ہے

وتمام تحقیقه فی ماعلقناه علی ردالمحتار واللہ تعالیٰ اعلم

(اس کی پوری تحقیق ہم نے ردالمحتار (فتاوٰی شامی) کے حواشی میں پیش کی ہے اور اللہ تعالیٰ سب سے بہتر جانتا ہے)

واللّٰہ تعالیٰ اعلم وعلمه جل مجده اتم واحکم

کتب عبده المذنب احمد رضا عفی عنه محمدن المصطفیٰ صلی اللّٰہ علیه وسلم

دعائے دفع وبائے طاعون دیگر متعدی اور وبائی بیماریاں اور ان کا علاج

آخر میں امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کی پند سودمند اور دعائیں عرض کر کے اس مضمون کو ختم کرتا ہوں

حضرات یہ بات معلوم ہو کہ آج کل ہمارے مسلمان بھائی مذہبی محبت اور اتباع سنت نبوی سے دور ہوتے جارہے ہیں اور اعلانیہ خدا اور سول کے ساتھ بغاوت کا جھنڈا بلند کر لیتے ہیں وہ نمازوں کو ترک کرتے ہیں، غیبت اور جھوٹ کو اپنا لیتے ہیں، حسد اور کینہ کی زندگی کا طریقہ اپنا لیتے ہیں، بدمعاملگی ان کی زندگی کا حسن بن گیا ہے، ہمدردی اور صلہ رحمی سے محروم ہو گئے ہیں۔ پھر قیامت یہ کہ گناہ اور جھوٹ پر اصرار کرتے ہیں ہم نے جب مسلمانوں میں یہ خرابیاں اور برائیاں دیکھیں تو خداوند تعالیٰ کے عذاب سے کانپنے لگے۔

اللہ تعالیٰ نے ہماری نافرمانیوں کے باوجود اپنے کرم سے پے در پے اطلاع نامہ اور قاصد بھیجے، ہر خاص وعام کو ان نافرمانیوں کے نتائج سے آگاہ کیا مگر افسوس صد افسوس ہم نے ان کی کچھ بھی پرواہ نہ کی اور بدستور خوابِ غفلت میں سوتے رہے۔ ہم اس غفلت کی گہری نیند کے درمیان کروٹ بھی نہ لیتے نتیجہ یہ ہوا کہ چند سال سے طاعونی بلا سارے ہندوستان میں مسلط میں ہے اور موت کا کھیل کھیل رہی ہے۔ یہ وباء شہر بہ شہر، قریہ قریہ پھیلی ہوئی ہے۔ خداوند تعالیٰ بحرمت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہم تمام مومنین اور مومنات کو اس کے خونخوار پنجوں سے بچائے۔ آمین ثم آمین

ان نازک حالات میں ہم تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ نیک اعمال پر کمربستہ ہو جائیں خواہ یہ اعمال بدنی ہوں یا مالی۔ آج جس قدر مصائب کے انبار ہم پر ٹوٹ رہے ہیں ہمارے گناہوں کی ایک ہلکی سی سزا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں آگاہ کیا ہے ''کوئی مصیبت تم پر نہیں آتی جب تک تمہارے ہاتھ اس مصیبت کو دعوت نہیں دیتے اس کے باوجود اللہ تعالیٰ تم کو معاف کرتا ہے اور بہت سے گناہوں سے درگزر کرتا ہے'' ان نازک حالات میں ہمارے لئے ضروری ہے کہ تمام فرض نمازوں کے بعد اپنے پروردگار سے خشوع وخضوع کے ساتھ دیر تک دعائیں مانگا کریں ایمان والوں کے ساتھ مل کر دعائیں مانگنا زیادہ موثر ہوتا ہے اور یہی دعا مومن کا ایک ہتھیار ہے۔ حدیث پاک میں آیا ہے

الدعاء سلاح المومن دعا مومن کا ہتھیار ہے

آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے اکثر مسلمان بھائی جو اپنے آپ کو پڑھا لکھا تصور کرتے ہیں مساجد میں جمع ہو کر نمازیں بھی پڑھتے ہیں مگر نمازوں کے بعد اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے کے لئے ہاتھ پھیلانا کسر شان اور حقیر جانتے ہیں بعض دیدہ دلیر تو یہاں تک کہہ دیتے ہیں دعا کی کیا ضرورت؟ نماز تو خود ہی دعا ہے۔

بریں عقل ودانش بباید گریست

ایسا معلوم ہے کہ یہ لوگ معمولی کتابوں پر بھی نظر نہیں ڈالتے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث جامع ترمذی میں موجود ہے کہ تقدیر معلق کو دنیا کی کوئی چیز نہیں ٹال سکتی مگر دعا اور عمر کو کوئی چیز نہیں بڑھا سکتی مگر نیکی۔

ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا کہ جو شخص بے پروائی اور غرور سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہاتھ نہیں پھیلاتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر غضب نازل فرماتا ہے۔

صحاح اور حدیث کی معتبر کتابوں میں متواتر احادیث موجود ہیں جو دعا کی اہمیت کو واضح کرتی ہیں۔ ہماری موجودہ تعلیم اور معاشرتی انداز نے نیکیوں کے دروازے بند کردیئے ہیں، اہل اللہ پر طعن تشنیع ہوتی ہے، اہل علم کا مذاق اُڑایا جاتا ہے، سود کھانے والے کو درست سمجھا جاتا ہے، زکوٰۃ دینے سے اجتناب کیا جاتا ہے اور حج نہ کرنے کے کئی بہانے تراش لئے جاتے ہیں، بے حیائی، فحاشی، عریانی، بداخلاقی اور بدعملی عام ہوچکی ہے، بدعقیدگی کی وباء پھیلتی جارہی ہے۔ ان حالات میں ہم خود بخود طرح طرح کے عذابوں اور وباؤں کو دعوت دیتے ہیں۔ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث پاک کے مصداق بن گئے ہیں ایک وقت آئے گا کہ اسلام کا صرف نام ہی نام رہ جائے گا۔

برادرانِ ملت! خدا کے لئے اپنے گناہوں سے توبہ کریں، خدا اور رسول کے احکام کی پابندی کریں اور صدق دعا سے یہ دعا پڑھتے رہے تاکہ آپ پر طاعون اور دوسری وبائیں نہ ٹوٹ پڑیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے وصدقے سے ہمیں بدعقیدگی، بدعملی اور زمین وآسمان کی آفات وبلیات سے محفوظ و مامون فرمائے۔

یہ دعائے طاعون اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصحیح شدہ اس کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ طاعون جیسی مہلک وباء سے نجات عطا فرمائے، طاعون زدہ اگر اسے پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اسے صحت وشفاء عطا فرمائے گا۔

نوٹ ﴾ دعا کے اول وآخر میں درود شریف پڑھیں

الطَّاعُوْنِ وَالْوَبَآءِ یَا اَللّٰہُ یَااَللّٰہُ اَلْاَمَانُ اَلْاَمَانُ یَامَنْ ھُوَ فِی الْقُبُوْرِ فَضْلُه وَقَضَاؤُہ یَامَنْ ھُوَ فِی الْقِیَامَةِ حُکْمُه یَا مَنْ ھُوَ فِی الْمَوْقَفِ ھَیْبَتُه یَامَنْ ھُوَ فِی النَّارِ عَذَابُه یَا مَنْ ھُوَی الْجَنَّةِ رَحْمَته خَلِّصْنَا مِنَ الطَّاعُوْنِ وَالْوَبَاءِ یَا اَللّٰہُ یَااَللّٰہُ اَلْاَمَانُ اَلْاَمَانُ اَلْاَمَانُ

اَسْئَلُکَ بِحَقِّ ھٰذِہِ الْاَسْمَآءِ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ یَامَنْ ھُوَ

اَنْتَ الَّذِیْ نَجَّیْتَ اِبْرَاھِیم عَلَیْهِ السَّلَامُ مِنَ النَّارِ فَجَعَلْتَھا عَلَیْهِ بَرْدًا وَّسَلَاماً یَا مَنْ ھُوَ اَنْتَ الَّذِیْ کَشَفْتَ الضُّرَّعَنْ اَیُّوبَ وَوَھَبَ لَه اَھلهُ وَمِثْلَھم مَعَھُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِہٖ وَذِکْرٰی لِلْعَابِدِیْنَ یَا مَنْ ھُوَ اَنْتَ الَّذی خَلَّصْتَ یُوْنُسَ مِنَ الْبَطْنِ اِذْ نَادٰی فِی الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّی کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ یَامَنْ ھُوَ اَنْتَ الَّذِیْ سَمِعْتَ نِدَآءَ زَکَرِیَّا وَوَھَبْتَ لَه فِی الْکِبَرِ غُلَاماً زَکِیًّا یَا مَنْ ھُوَ اَنْتَ الَّذِیْ مَنَنْتَ عَلٰی مُوْسٰی وَھَارُوْنَ وَنَجَّیْتَھُمَا وَقَوْمَھُمَا مِنَ الْکَرْبِ الْعَظِیْمِ

یَا مَنْ ھُوَ اَنْتَ الَّذِیْ اَخْرَجْتَ یُوْسُفَ مِنْ الْجُبِّ وَالسِّجْنِ یَا مَنْ ھُوَ اَنْتَ الَّذِیْ رَدَدتَّ عَلٰی یَعْقُوبَ بَصرہٖ بَعْدَ اَن ابیَضَّتُ عَیْنَاہُ یَا مَنْ ھُوَ اَنْتَ الَّذِیْ تُنجِیْنَا مِنْ شَرِّالْوَبَآءِ وَاٰفَةِ الدُّنیَا وَتُجِیْرُنَا مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَتُنْقِذُنَا مِنْ سُؤَالِ الْقِیَامَةِ وَتُسَلِّمُنَا مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَتُدْخِلنَا الْجَنَّةَ.

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْقَادِرُ وَنَحْنُ الْمَقْدرُونَ وَاَنْتَ الْقَوِیُّ وَنَحْنُ الضعفَاءُ وَاَنْتَ الْمَالِکُ وَنَحْنُ الْمَمْلُوکُونَ وَاَنْتَ الْغَنِیُّ وَنَحْنُ الْفَانُوْنَ وَاَنْتَ الْمُعْطِی وَنَحْنُ السَّآئِلُونَ وَاَنْتَ الْبَاعِثُ وَنحنُ الْمَبعُوثُوْنَ وَاَنْتَ الحیُّ الَّذِیْ لَایَمُوْتُ وَنَحْنُ عِبَادٌ سَوْفَ نَمُوْتُ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ بِعَفْوِکَ وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَارْزُقْنَا النَّظْرَاِلٰی وَجْھِکَ الْکَرِیْمِ فِی الْاٰخِرَةِ بِکَرَمِکَ وَاصْرِفْ عَنَّا الْبَلَآءَ وَالْوَبَآءَ وَالطَّاعُوْنَ فِی الدُّنْیَا بِفَضْلِکَ وَاغْفِرْلَنَا وَلِاٰبَآئِنَا وَاُمَّھَاتِنَا وَاَوْلَادِنَا وَاَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّتِنَا وَلِاُسْتَاذِیْنَا وَلِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ عَآمَّةً اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر وَبِالْاِجَابَةِ جَدِیْرٌبِرَحْمَتِکَ یَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ.

وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی سَیّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ یَاحَیُّ، یَاقَیُّوم، یَا قَدِیْمُ ، یَاعَلِیْمُ بِحَقِّ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ oالرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ oمٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ oاِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُoاِهْدِ نَا الصِّرٰطَ الْمُسْتَقِیْمَoصِرٰطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ۵۶ لا غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَoاٰمین

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ

وَصَلَّی اللّٰهُ تعالٰی علٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ الطیبن الطَّاهِرِیْنَ ، اَللّٰهُمَّ سَلِّمْنَا وَسَلم وَسَلم زَادِ یْننَا وَسَلِّمِ الْمُسْلِمِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَآاَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ o

دعا کے اعراب کی تصحیح کسی سے کروالیں.

هذا آخر مارقمه قلم

الفقیر القادری ابی الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

☆☆☆☆☆☆